میرے کارواں

3998

صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ

غلام نبی شیخ

3998

Marfat.com

Marfat.com

محترم المقام جناب مولانا حافظ عبدالجبار صاحب
مہتمم [illegible]
(برائے تبصرہ) کی خدمت اقدس میں
غلام نبی شیخ
25-10-86

نگہِ بلند سخن دلنواز جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر "میر کارواں" کیلئے

3795

میر کارواں

صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہؒ

غلام نبی شیخ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں

87264

~~69764~~

مصنّف : غلام نبی شیخ

اشاعت اوّل : اکتوبر ۱۹۸۶ء

مطبع :

تعداد ایک ہزار

قیمت : ۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

سیّارہ ڈائجسٹ

۱۸۹ - ریواز گارڈن - لاہور

اللہ والا پرنٹرز - ۸۱ شاہراہ قائداعظم - لاہور

Marfat.com

انتساب

بزرگانِ عظام
آستانہ عالیہ آلو مہار شریف کی خدمت میں

اپنے اہلِ خانہ خصوصاً مرحوم بھائی
شیخ محمد عارف کی طرف سے۔

Marfat.com

Marfat.com

اپنے وحشت زدہ کمرے کی اک الماری میں
تیری تصویر بڑی عقیدت سے سجا رکھی ہے

"کوثر نیازی"

Marfat.com

اظہارِ آرا

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب
بانی و سرپرست اعلیٰ مرکزی ادارہ منہاج القرآن

جناب ملک محمد اکبر ساقی صاحب
صدر تحریکِ نظام مصطفےٰ پنجاب
سابق سیکرٹری جنرل پنجاب جمعیت العلمائے پاکستان

Marfat.com

دیباچہ

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحبؒ کا شمار بلاشبہ ایسی عقربی اور نادرۂ روزگار شخصیتوں میں ہوتا ہے جو اپنی نگاہِ کرامت اثر کے فیضان اور فکرِ آفریں تعلیمات کے اثر سے گمراہی و ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع ہدایت روشن کیے رکھتی ہیں۔ جن کا علم متلاشیان حق کے لیے مشعل عرفان، جن کا عمل مخلصین حق کے لیے نمونۂ عمل، جنکا صدق اہلِ صفا کے لیے منبع اخلاص اور جنکی للہیّت رہ نوردان حقیقت کے روشن مینار کی حیثیّت رکھتی ہے۔ اسی طرح آپؒ کا شمار بجا طور پر ان مردان باطل شکن کی صف میں ہوتا ہے جنکی للکار باطل کے لیے ہلاکت، جنکی گرج طاغوتی طاقتوں کے لیے تازیانہ اور جنکی ہیبت شیطانی ذریت کے لیے موت کے پیغام کا درجہ رکھتی ہے۔

صاحبزادہ صاحب کی شخصیّت جامع کمالات تھی آپ کی وجاہت علمی، اصابت فکر، مومنانہ بصیرت اور سحر آفریں مقرّرانہ صلاحیّتوں کے

Marfat.com

غیر کے بھی معترف تھے۔ ان تمام تر شخصی محاسن اور جلالت علمی کے ساتھ ساتھ آپ ایک قادرالکلام شاعر بھی تھے۔

ایک عظیم خانوادہ تصوّف کا چشم وچراغ ہونے کی حیثیّت سے آپ صوفیا نہ نزکات اور عملی تصوّف کے رموز اس حُسنِ اسلوب کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ سامع پر کیف ومستی کی ایک کیفیّت طاری ہو جاتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے صاجزادہ صاحبؒ سامعین کو معرفت کے جام پلاتے ہوئے وارداتِ تصوّف کی بیکراں وادیوں میں لیے پھرتے ہیں۔

صاجزادہ صاحب افرادات کی علمی وفکری تشنگی بجھانے کے ساتھ ساتھ میدانِ سیاست میں بھی قوم وملّت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ تحریکِ پاکستان میں آپ دوقومی نظریئے کے ایک پُرجوش مبلّغ کی حیثیّت سے سامنے آئے۔ بعدازاں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے اسلامیانِ پاکستان کو بالغ النظر قیادت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ تحریکِ ختمِ نبوت میں بھی اپنی جادو بیانی سے افرادِ ملّت کو عزّت وعصمت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلّم پر جان نچھاور کرنے کا سلیقہ سکھایا۔

الغرض آپ کی دینی وملّی خدمات اہلِ حق کے لیے رشد وہدایت

Marfat.com

کا وہ روشن مینار ہیں جس سے رہ نوردانِ حق استقامت و غربت کی خیرات حاصل کرتے رہا کریں گے ۔

آپ ایسے مشاہیر کی خدمات اور کارناموں کو زیادہ سے زیادہ روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے ۔ مَیں عزیزم غلام نبی شیخ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اُنہوں نے جس کمالِ محبّت اور حسنِ عقیدت کے ساتھ صاحبزادہ صاحبؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں اور مختلف النوع قومی و دینی خدمات کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام فرمایا ہے ۔ لائقِ تحسین ہے ۔ ربّ العزّت موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت فرمائے اور اسے افادۂ عام کا باعث بنائے ۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے علماء

محمّد طاہر القادری

Marfat.com

تاثرات

حضرت صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہماری ملّت کا ایک انتہائی قیمتی سرمایہ تھے۔ اُنہوں نے جس طرح مختلف ادوار میں اپنی بھرپور زندگی گزاری ہے۔ لوگوں کے دلوں و دماغ سے اس کے نقوش آسانی کے ساتھ محو نہیں ہو سکیں گے۔

حیاتِ انسانی میں جو صفات انسان کو ممتاز اور منفرد بناتی ہیں ان میں سے اکثر صاحبزادہ صاحبؒ کی ذات میں ہمیں مجتمع نظر آتی ہیں۔ وہ ایک انتہائی نفیس اور پاکیزہ خیالات رکھنے والے انسان تھے گفتگو کا جو ملکہ خالقِ کائنات نے اُنہیں عطا کیا تھا وہ زندگی میں کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

خطابت کے میدان میں وہ ایک شہسوار تصور کیے جاتے تھے اور شہنشاہِ خطابت کے لفظ کا استعمال جتنا موزوں ان کے لیے تھا شاید کوئی دوسرا شخص اس کا مستحق ٹھہرے۔

Marfat.com

حاصلِ ظاہری اور باطنی حسن و جمال کا یہ شخص ایک ہمہ گیر شخصیّت کا مالک تھا۔

سِن شعور کی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد مجھے سب سے پہلے جس شخصیّت نے متاثر کیا وہ حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کی باکمال شخصیّت تھی۔ اِن کی تقریریں سُن کر مجھے تقریریں کرنے کا شوق پیدا ہوا اور انداز خطابت میں مَیں نے جتنا اثر ان سے لیا کوئی دوسرا شخص اس حد کو نہیں پہنچ سکا۔ مجھے بارہا ان کے ساتھ مختلف مقامات پر جلسوں میں شامل ہونے اور تقاریر کرنے کا بھی موقع ملا۔ وہ ایک شفیق بزرگ کی طرح جس طرح میری تقاریر کے بعد اپنے خوبصورت انداز اور حسین و جمیل الفاظ کے ساتھ میری حوصلہ افزائی فرماتے اس سے میرے حوصلوں کو ایک نئی توانائی ملتی تھی۔

مجھے کچھ عرصہ ان کا سیاسی ہمسفر رہنے کا بھی شرف حاصل ہوا اور اُس دوران مَیں نے اُن سے بہت کچھ سیکھا۔

بہرحال صاحبزادہ صاحبؒ کی ذاتِ اقدس ایک ایسی متاعِ گراں مایہ تھی جو قوموں کا عظیم سرمایہ ہوا کرتی ہے۔ ان کے اس دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد ہماری ملّت کا جو نقصان ہوا ابھی تک وہ خلا پُر ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا۔

Marfat.com

عزیزم غلام نبی شیخ نے حضرت صاحبزادہ کی زندگی کے بکھرے موتیوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان کے عقیدت مندوں تک ایک گلدستہ پہنچانے کی جو کوشش کی ہے وہ قابلِ تحسین ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

ملک محمّد اکبر ساقی

صدر تحریک نظامِ مصطفیٰ صوبہ پنجاب و سابق صوبائی

جنرل سیکرٹری جمعیّت علمائے پاکستان

Marfat.com

فہرست

۱	ابتدائیہ	۱۴
۲	شجرۂ نسب مبارک	۱۷
۳	حیات طیبہ کچھ اُنکی کچھ میری زبانی	۱۹
۴	ولیٔ کامل	۴۸
۵	فاتح تحریکِ ختم نبوت	۵۹
۶	خطیب الاسلام	۹۱
۷	مشاہیر الاسلام	۱۳۳
۸	عظیم ہومیوپیتھ	۱۵۹

Marfat.com

ابتدائیہ

جس طرح ہر پھول کی تعریف نہیں کی جاتی، ہر بلڈنگ کو قابلِ دید نہیں کہا جا سکتا اور ہر شعر کو اس کے سُننے کے قابل نہیں سمجھا جاتا، بالکل اسی طرح ہر فرد بھی ایسا نہیں ہوتا کہ اُس کا چرچا عام ہو۔ اُس کو اِس کی زندگی کے علاوہ اُس کی موت کے بعد بھی یاد کیا جائے اور اُس پر کتابیں لکھی جائیں۔

مَیں یہ کتاب "میرِ کارواں" بھی ایک ایسی ہی شخصیّت کے بارے میں لکھ رہا ہوں جو منفرد خصوصیات کی حامل ہے۔

"میرِ کارواں" درحقیقت اس بلند پایہ ہستی کی حیاتِ بابرکات کی چند جھلکیاں ہیں جو عزم راسخ، جہد مسلسل، عمل پیہم، یقین محکم اور توکّل علی اللہ کی منہ بولتی تصویر تھی۔ جس نے دنیا میں بھی فلاح پائی اور آخرت میں بھی۔ اور وہ اپنے پیچھے ایک ایسی منوّر اور تابناک شاہراہ چھوڑ گئے جس پر چل کر ہر صاحبِ عزّم انسان عروس کامیابی سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

دُنیا میں تین قسم کے بڑے لوگ گزرے ہیں۔ ایک وہ جنہیں بڑائی وراثت میں ملی ہیں۔ دوسرے وہ جنہیں محض اتفاقات نے بڑا بنا دیا ہو۔ اور تیسرے وہ جنہوں نے تائیدِ الٰہی کے بھروسے اور اپنے علمی و عملی بل بوتے پر بڑائی حاصل کی ہے۔

جناب حضرتِ صاحبزادہ صاحب کو بڑائی وراثت میں بھی ملی کیونکہ آپؒ کا خاندان برسوں سے گم کردہ راہ انسانیت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا، لیکن اس کے باوجود آپؒ نے تائیدِ الٰہی پر بھی کامل بھروسہ کیا اور اپنی دُنیا آپ پیدا کرنے کی سعیٔ جمیلہ فرمائی اور پھر آسمانِ شہرت پر ایسا آفتاب بن کر چمکے کہ آپؒ ابوالکلام بھی تھے اور خطیب الاسلام بھی، عظیم روحانی پیشوا بھی تھے اور جیّد عالم دین بھی، آپ مجاہدِ تحریک آزادی بھی تھے اور فاتح تحریک ختمِ نبوّت بھی، آپ قابلِ قدر شاعر بھی تھے اور قابلِ رشک سیاستدان بھی، آپ بہترین مبلّغ دین بھی تھے اور ہومیوپیتھی کے بے نظیر معالج بھی، غرضیکہ آپ نے جس میدان میں قدم رنجہ فرمایا کامیابی و کامرانی نے آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی ؎

مطرب سے کہو چھیڑے تو!
ذرا اُس جانِ تمنّا کا قصّہ

Marfat.com

فرقت کے بھیانک لمحوں میں

ذرا دل کو سہارا ہو جائے

کتاب "میر کارواں" کے سلسلہ میں جن حضرات نے میری راہنمائی فرمائی میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ خصوصاً صاحبزادہ حضرت سیّد خالد حسن شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ و سیّد افتخار الحسن شاہ صاحب جنہوں نے قدم قدم پر مجھے گائیڈ کیا اور جناب مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب اور خطیب ملّت اور عظیم سیاسی لیڈر جناب ملک محمد اکبر ساقی صاحب کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کتاب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

جملہ حضرات "سیّارہ ڈائجسٹ" کا بے حد مشکور ہوں کہ اُنہوں نے اس معاملہ میں میری معاونت اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

غلام نبی شیخ

شیخ ہاؤس نزد مدینہ مسجد امین بازار شکر گڑھ

Marfat.com

شجرۂ طریقت مشائخ آلو مہار شریف

خاتم النبیینؐ سے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت سلمان فارسی۔ حضرت قاسم بن محمدؒ۔ حضرت امام جعفر۔ حضرت بایزید۔ حضرت ابوالحسن۔ حضرت خواجہ منصور۔ حضرت خواجہ احمد۔ حضرت بُوعلی فارمدی۔ حضرت یوسف ہمدانی۔ حضرت خواجہ عبدالخالق۔ حضرت خواجہ محمدؒ عارف۔ حضرت خواجہ محمود۔ حضرت خواجہ عزیزان علی۔ حضرت خواجہ باباسموسی۔ حضرت خواجہ سیّد شمس الدّین۔ حضرت خواجہ بہاؤالدّین شاہ۔ حضرت خواجہ علاؤالدّین عطّار۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخی۔ حضرت خواجہ عبید اللہ۔ حضرت خواجہ محمدؒ زاہد۔ حضرت خواجہ درویش محمدؒ۔ حضرت خواجہ امکنگی۔ حضرت خواجہ محمدؒ۔ حضرت مجدّد الف ثانی۔ حضرت خواجہ محمدؒ معصوم۔ حضرت خواجہ حجتہ اللہ۔ حضرت خواجہ محمدؒ زبیر۔ حضرت خواجہ محمدؒ اشرف۔ حضرت خواجہ شاہ جمال اللہ۔ حضرت خواجہ محمدؒ عیسیٰ۔ حضرت خواجہ فیض اللہ۔ حضرت خواجہ نور محمدؒ۔ حضرت خواجہ ہادی۔ حضرت خواجہ چنن شاہ۔ حضرت خواجہ محمدؒ امین۔ حضرت خواجہ سیّد محمدؒ حسین شاہ۔ حضرت صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہؒ

Marfat.com

شجرۂ نسب خاندان مشائخ آلومہار شریف

صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ ابنِ محمد حسین شاہ ابن سیّد محمّد امین شاہ۔ ابنِ خواجہ چنن شاہ ابنِ رمضان شاہ ابنِ سیّد جیون شاہ ابنِ سیّد امیر شاہ ابنِ سیّد میراں شاہ ابنِ سیّد رضا شاہ ابنِ سیّد خواجہ شاہ ابنِ سیّد حمزہ شاہ ابن حضر شاہ ابنِ سیّد رجب شاہ ابنِ سیّد نظام الدّین شاہ ابنِ سیّد محمد شجاع ابنِ سیّد قاسم ابنِ سیّد حمزہ شاہ ابنِ سیّد زیدُ الدّین ابنِ سیّد زبیر شاہ ابنِ سیّد ہارون ابنِ سیّد اسمٰعیل ابنِ سیّد علی اصغر ابنِ سیّد جعفر ابنِ سیّد علی نقی ابنِ سیّد امام محمّد تقی۔ ابنِ سیّد امام علی رضا ابنِ سیّد امام موسیٰ کاظم ابنِ جعفر صادق ابنِ سیّد امام باقر ابنِ سیّد امام زین العابدین ابنِ سیّدنا امام حسینؓ ابنِ سیّدنا علی المرتضیٰ رضؓ

Marfat.com

حیاتِ طیبہ

کچھ میری کچھ اُن کی زبانی

آج اک صاحبِ کردار کی باتیں ہوں گی
اس کی گفتار رفتار کی باتیں ہوں گی
جو ملاتا تھا اندھیروں میں صداقت کے چراغ
روشنی کے اُسی مینار کی باتیں ہوں گی

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ پیر سیّد محمّد فیض الحسن شاہ صاحب

کوئی دَور اپنے ابراہیم کی تلاش میں نہیں ہوتا بلکہ وہ لمحہ، بُت شکنی سے بہت پہلے اُسے جنم دے لیا کرتا ہے۔ ایسے عظیم النسان صدیوں کے طویل عرصہ کے بعد ہی مادرِ گیتی کی گود سے جنم لیتے ہیں۔ تاریخِ عالم میں ایسی عہدِ ساز شخصیات روز بروز جنم نہیں لیتیں۔ تاریخ کو ایسے عظیم النسانوں کے بابرکت وجود کے لیے ہزارہا برس منتظر رہنا پڑتا ہے بقول علامہ اقبالؒ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور یہ حقیقت ہے کہ ایسے عظیم النسان جو تاریخ کے دھاروں کا رُخ موڑ دیتے ہیں ہزارہا سالوں کی کٹھن تپسیا کے بعد ہی وجود میں آتے ہیں۔ جنکی عظمت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اُنہیں دیکھ کر عظمت اپنا معیار قائم کرتی ہے۔

Marfat.com

صاحبزادہ سیّد فیض الحسن صاحبؒ ایسی ہی ایک برگزیدہ اور پاک ہستی ہیں جن کا ظہور اس عالم کے لیے بابرکت قرار دیا جاسکتا ہے۔ صاحبزادہ صاحب کی ہستی اُس معیار کی حامل قرار دی جاسکتی ہے کہ جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ اُسے دیکھ کر عظمت اپنے معیار کا پیمانہ بناتی ہے۔ صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن صاحبؒ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ایمان افروز واقعات کا امین ہے۔ آپ کی عظمت اور بزرگی کا ایک عالم معترف ہے۔ آپ کی زندگی گمراہیوں کے لیے ایک روشن مینارہ قرار دی جاسکتی ہے۔ فلاح کی راہ پانے والوں کے لیے آپکی زندگی مشعلِ راہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جب ایسی عجوبۂ روزگار شخصیات نے جنم لینا ہوتا ہے تو قدرت بھی اُس کے لیے ایسے سازگار ماحول کا انتخاب کرتی ہے جہاں اُس کی پرورش، تعلیم و تربیت اور پرداخت کا مناسب بندوبست ہو۔ ایسا ہی کوئی گہوارہ اُس عظیم شخصیت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ مثلاً آپ مشاہیرِ عالم کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیں آپ اُن کی سوانح حیات پڑھ کر یہ فرق ضرور محسوس کریں گے کہ قدرت نے ایسی تاریخ ساز شخصیتوں کے لیے ویسے ہی گہوارے کا انتخاب کیا جہاں سے پرورش اور تعلیم و تربیت کے مراحل طے کر کے اُس ماحول میں انقلاب آفرین کردار

87269

Marfat.com

ادا کرنے کے قابل ہوں ۔ چین کا سوشلسٹ انقلاب، ناانصافیوں اور ظلم وستم کی چکّی میں پِسے ہوئے غریب دیہاتی کسانوں اور متوسط طبقہ کے بورژوا لوگوں کی جدوجہد کا مرہونِ منت ہے ۔ ماؤزے تنگ جنہوں نے اس انقلابِ عظیم میں فیصلہ کُن کردار ادا کیا ۔ اُنہیں قدرت نے ایسے ہی ظلم و ناانصافی کے شکار طبقے میں جنم دیا ۔ چواین لائی ۔ ماؤزے تنگ چینی انقلاب میں اہم کردار ادا کرنے والے دونوں راہنما اُسی پسے ہوئے غریب چینی طبقے کے نمائندے تھے ۔ جہاں اُنہوں نے جنم لیا، پرورش پائی اور تعلیم وتربیت حاصل کی اور اُن کے حقوق کے لیے آواز اُٹھائی ۔ یہ اُن دونوں راہنماؤں کی کاوش کا نتیجہ تھا کہ اُنہوں نے چینی عوام کو ظلم و ناانصافی کے خلاف جدوجہد کا شعور بخشا اور اُنہیں ظلم کے گھُپ اندھیروں سے نجات دلائی ۔

صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن صاحبؒ کو چونکہ قدرتِ خداوندی نے دینی خدمات کے فروغ کے لیے چُنا تھا ۔ لہٰذا اُنہیں ایک ایسے گھرانے میں جنم دیا جو دینی علم وفضل میں علاقے بھر میں یکتا تھا ۔ جس کی دینی عظمت اور مذہب سے وابستگی کسی سے پوشیدہ نہ تھی اور لوگ اُنہیں اسی وجہ سے عزّت واحترام شخصیت قرار دی جاتی تھیں ۔ وہ علاقہ کی درگاہِ عالیہ (آلو مہار شریف) کے سجادہ نشین تھے ۔ سیّد محمّد حسین شاہ

Marfat.com

صاحبؒ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی آفاقی تعلیمات کے فروغ کے لیے وقف کردی تھی۔ آپ نے ہر موڑ پر باطل اور منافرت کے خلاف جدوجہد کی اور اسلام کے بول بالا کے لیے ہمہ تن مصروفِ عمل رہے۔

صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ، ضلع سیالکوٹ کے ایک مضافاتی قصبہ آلو مہار شریف میں ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ مشرق کا یہ روشن و تابندہ آفتاب اس شان سے نمودار ہوا کہ اُس کے سر پر اُمتِ مسلّمہ کی راہنمائی کرنے والے روشن اور ابدی اُصولوں سے چمکتا دمکتا تاج تھا۔ جس کی بابرکت کِرنوں سے دُنیا نے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل کیا۔ صاحبزادہ صاحب نے دین کے فروغ کے لیے جدّوجہد کو ہی اپنا مقصدِ حیات قرار دے رکھا تھا۔ دینِ اسلام کے فروغ کے لیے آپ نے جو عظیم الشان خدمات انجام دیں وہ تاریخ میں سنہری حروف سے کندہ کی جائیں گی۔

صاحبزادہ صاحب نے ابتدائی تعلیم گھر ہی سے حاصل کی۔ دینی علوم سے واقفیت حاصل کی۔ قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ دنیاوی تعلیم کے لیے مرے کالج سیالکوٹ میں داخل ہوگئے۔ عام نوجوان کی نسبت آپ طبعاً شریف النفس تھے۔ پُرکشش شخصیت کے حامل تھے۔ انتہائی خوش اخلاق تھے۔

Marfat.com

کالج بھر میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چونکہ فنِ خطابت سے بھی لگاؤ تھا اور اس میں اس حد تک طاق تھے کہ آپ اپنی پُر اثر، ولولہ انگیز خطابت اور خداداد صلاحیتوں کے باعث پورے کالج میں مقبول ہو گئے۔

آپ بلاشبہ اپنے طالبِ علمی کے دور میں کالج کی ہر دلعزیز شخصیت تھے اور کالج کا مایہ ناز سرمایہ شمار ہوتے تھے۔ دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے دینی تعلیم سے بھی ناطہ جوڑے رکھا۔ اور مسلسل جدوجہد جاری رکھی۔ مختلف علمائے کرام سے رابطہ قائم رکھا اُن کی محفلوں میں شرکت کرتے۔ دینی موضوعات پر تبادلہ خیال کرتے اور اُن سے فیض یاب ہوتے۔

۱۹۳۳ء میں، جب آپ کے والدِ گرامی جناب حضرت سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے اس فانی دُنیا سے ناطہ توڑا اور اپنی ابدی دُنیا کی طرف کُوچ کر گئے تو اُس وقت صرف آپ کی ذات ہی اس لائق تھی جسے آپ کے والد کا جانشین بنایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ جلد ہی آپ کو درگاہِ عالیہ، آلو مہار شریف کا سجادہ نشین چُن لیا گیا۔ یہ آپ کے لیے انتہائی حیرت انگیز تجربہ تھا۔ اس سے پہلے آپ کے کندھوں پہ ایسی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں تھا، لیکن آپ نے جلد ہی اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بوتے پر ثابت کر دیا کہ آپ ہونہار اور معاملہ فہم شخصیت ہیں۔ آپ نے

Marfat.com

جس شان اور اعلیٰ طریقے سے سجادہ نشینی کا حق ادا کیا اُسے دیکھ کر لوگ عش عش کر اُٹھے۔ جس وقت آپ کو درگاہِ عالیہ کا سجادہ نشین منتخب کیا گیا اُس وقت آپ کی عمر صرف ۲۲ سال تھی۔ آپ کے والد ماجد ہی آپ کے مُرشد طریقت تھے، سو آپ نے اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دینِ اسلام کے فروغ کے لیے مصروفِ عمل ہو گئے اور کم عمر ہونے کے باوجود اس میں عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔ آپ نے اپنی ذمہ داریوں سے جس طرح عہدہ برا ہونے کی مثالیں قائم کیں اُس پر ایک عالم انگشتِ بدنداں ہے اور آپ کی قابلیت، ہونہاری اور معاملہ فہمی کا معترف بھی۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ پیر سیّد محمد فیض الحسن شاہ صاحبؒ نے اپنی سوانح عُمری میں تحریر فرمایا ہے۔

مَیں نے قرآن مجید کی تعلیم اور تربیت ایک ایسے خاندان سے حاصل کی جس کا مقصدِ حیات ہی دینِ اسلام کا فروغ تھا اور معرفت و عبادت ہی مقصودِ حیات۔ سو ایسے ماحول میں آنکھ کھول کر جب مَیں نے ہوش سنبھالا تو خدا شناسی اور خود آگہی کے تقاضے شدّت سے میرے وجود میں اُبھرنے لگے۔ ایسے میں میرے آباؤ اجداد کے حالاتِ زندگی اُن کی روشن تعلیمات ہی وہ مشعلِ راہ ثابت ہوئیں، جنہوں نے مجھے ظاہری و باطنی علوم میں یکتا کرنے کے لیے اہم کردار ادا کیا لیکن دینی تعلیم مَیں نے صرف اپنے گھرانے سے ہی حاصل نہیں کی۔ بلکہ بہت سے دوسرے علمائے کرام سے بھی مَیں نے فیض اُٹھایا۔ ان میں مولانا لُطف اللہ کرتپوری اور مولانا عبدالمجید سنبھلی کا مَیں ضرور

Marfat.com

ذکر کرنا چاہوں گا جن کے علم و فضل سے مجھے دینی علوم سے کما حقہ آگہی حاصل ہوئی۔ یہ دونوں حضرات دین کی تبلیغ کی خاطر کئی سالوں سے آلو مہار شریف میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔

اپنے روحانی سفر کے آغاز میں بعض سوالات بڑی شدّت سے اُبھر کر میرے سامنے آئے۔ جنکی تسلّی بخش تشفّی نہ ہو سکی تو ایک اضطراب کی کیفیت طاری ہو گئی اور یہ حالات مجھے پریشان کیے رکھتے۔ بعض معاملات ایسے تھے جن کے جوابات سے مَیں واقفیت چاہتا تھا مگر اس کا سبب نہ بن رہا تھا۔ مثلاً صوفیائے کرام کا نظریۂ کائنات و ذات راہِ طلب و سلوک کی کیفیات، انصابِ طریقت، فنا و بقا وغیرہ کے سوالات مجھے پریشان کیے رکھتے، لیکن پھر اس مشکل صورتِ حال سے مجھے مطالعہ کے ذریعے ہی نجات ملی۔

اور مَیں یہاں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اِن سوالات کے جوابات سے مجھے جتنی تسکین و تقویت حاصل ہوئی اُس کا دارومدار حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی تعلیمات پر ہے۔ میرے سوالات کے تسلّی بخش جوابات حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مکتوبات امامِ ربّانی حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مطالعہ سے حاصل ہوئے۔

مسائل شریعہ میں میرا مذہب حنفی ہے اور رموزِ طریقت و معرفت

Marfat.com

کے سلسلے میں میرا مسلک نقشبندی مجدّدی ہے۔

کچھ ایسے سوالات جو مبہم طور پر دل میں موجود تھے۔ اُن کا جواب مجھے حضرت علاّمہ اقبالؒ کی کتاب بالِ جبریل پڑھ کر حاصل ہوئے اس کے مطالعہ سے میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہوا۔ طلب و تلاش کی نئی اُمنگیں دل میں موجزن ہوئیں۔

اقبالؒ کی بالِ جبریل اُن دنوں طبع ہوئی تھی جب مَیں کالج کی تعلیم سے فارغ ہوا ہی تھا۔ علامہ اقبالؒ کے نظریات میرے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئے۔

خصوصاً اقبال کا نظریہ خودی اور اس کی حقیقت کے بارے میں جان کر مزید تجسّس ہوا۔ دل میں جستجو ہوئی۔ احساس پیدا ہوا کہ جستجو کی منزل خارج میں نہیں داخل میں ہیں۔ طریقت کی منزل میں میرا آفاقی کی بجائے سیر نفسی کی اہمیت سے آگاہ ہوا۔ اقبالؒ کے نظریات و کلام میں اپنائیت کا احساس کچھ مجھے اس لیے بھی ہوا کہ چونکہ میری تربیت نقشبندی مجدّدی خانوادہ کے صاحبانِ مجاز کے زیرِ سایہ ہوئی تھی اور اقبال کے اندازِ فکر میں اپنائیت پیدا کرنے کا موجب ٹھہری۔

اب مجھے اس سلسلہ میں مزید تحقیق کی چاہ ہوئی۔ چنانچہ مَیں نے حضرت اقبالؒ کے نظریات سے کما حقہ استفادہ اُٹھانے کے لیے اسرارِ

Marfat.com

خودی اور رموزِ خودی کا عمیق مطالعہ کیا۔ اس سے پتا چلا کہ علامہ اقبال صوفیاء خصوصاً نقشبندی مدرسۂ فکر کے نظریۂ ذات اور کائنات سے بہت متاثر ہیں۔

خودشناسی اور داخلیت ہمیشہ سے فلسفہ کا خاص موضوع رہا ہے اور تصوف میں یہ موضوع ہی معرفتِ ذات کی اساس ہے۔ اس لیے جہاں کہیں بھی اس موضوع پر کچھ ملا، مَیں نے بڑے لگاؤ سے اسے پڑھا۔

پہلی صدی کے مادی نظریۂ حیات کے برعکس اس صدی کے غیر مادی نظریۂ حیات و کائنات نے زندگی کی روحانیت کے قریب کر دیا ہے اور تمام عالم شہود اور اس کے مسائل کو ایک ہی روحانی نظریہ کے تحت حل بھی کیا ہے اور اس کا انجام عرفانی وحدت پر منتج ہو کر رہے گا۔ اسی مناسبت سے اقبالؒ کے منظوم کلام سے مجھے خاص اُنس ہوا اور مَیں نے بہت اس سے اخذ کیا۔

حضرت مولانا رومی کے جذب و مستی اور ذوق و شوق سے مَیں پہلے ہی بہت مانوس تھا اور جب اقبالؒ نے رومیؒ کو پیرِ رومیؒ، مُرشدِ روشن ضمیر، کاروانِ عشق و مستی کہا تو اقبالؒ سے مجھے مزید یگانیت پیدا ہوئی اور یوں رومیؒ کے اثرات اور گہرے ہوتے چلے گئے۔ خودی

Marfat.com

اثبات ،خودی توحید ،مرشد خودشناسی عشق ،داخلی واردات ،اِن کے شخصی اور اجتماعی زندگی پر اثرات مردِ مومن کی تعلیم و تربیت کے وسائل اور مدارج اور اِن کی تکمیل کے مراحل سامنے آنے لگے اور تصوّف کی چاشنی سے جب حکمتِ رومیؒ اور اقبالؒ کا اختلاط ہوا تو ایک نئی حسین وجمیل کیفیت وجود پذیر ہوئی اور کائنات اور اس کے مسائل کو روحانی نگاہ سے دیکھنے اور روحانی شعور سے حل کرنے کا ذوق پیدا ہوا۔

۱۹۳۳ء میں اپنے والدِ گرامی حضرت سیّد محمد حسین شاہ صاحبؒ کے وصال کے بعد آستانہ کا نظم ونسق اور تعلیم وتربیت کی ذمّہ داریوں کو سنبھالنے کا بار میرے کندھوں پر آن پڑا۔

والدِ گرامی ،برٹش گورنمنٹ کے عہد میں فرسٹ کلاس آنریری مجسٹریٹ تھے ،لیکن آزادی وطن کی تحریک اور انگریز کی عمومی اسلام دشمنی کے خلاف احتجاج کے طور پر اس عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔ یوں آزادیٔ وطن کی تحریک سے لگاؤ خاندانی وراثت کے طور پر ملا۔

یہ خلافت اور کانگریس کی ہنگامہ خیز تحریکات کا دور تھا۔میرا عنفوان شباب تھا۔ مجلسِ احرار مسلمانوں میں حریت پسند جماعت سمجھی

Marfat.com

جاتی تھی۔ مجلس احرار نے تحفظِ ختم نبوت کا بیڑا اُٹھا رکھا تھا۔ سیاسی وجہ سے کم لیکن دینی وجہ سے زیادہ خدمتِ ختم نبوت کے لیے میں نے مجلسِ احرار سے تعاون کیا۔ اس دوران میں، تحریکِ فلسطین فوج بھرتی کی مخالفت اور پھر تحریکِ ختم نبوت کے سلسلہ میں ساڑھے تین سال کے عرصہ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی اُٹھانا پڑیں۔

جب دینی شعور پختہ ہوا تو سب کو چھوڑ کر میں نے جمعیت علمائے پاکستان سے وابستگی اختیار کر لی۔ جو پندرہ برس تک عملاً اور اب تک ذہناً موجود ہے۔

دس سال تک جمعیت العلمائے پاکستان کی صوبائی اور مرکزی صدارت کی ذمہ داریاں بھی ادا کیں۔ جمعیت المشائخ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ یہ وہ دَور تھا جب اکابر علماء ملّت موجود تھے جن کی مساعی جمیلہ سے اہلسنت والجماعت کا ملی تشخّص سنور کر سامنے آیا۔ حضرت شیخ الاسلام جناب خواجہ قمرالدین سیالویؒ، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ، حضرت محدّث اعظم ابوالفضلؒ، حضرت سردار احمدؒ، شیخ القرآن علامہ عبدالغفورؒ، حضرت ابوالحسنات ؒ، مفتیٔ اعظم جناب ابوالبرکات، فقیہ اعظم حضرت نورالله بصیر پوریؒ کے دم قدم سے محفل آباد تھی۔ یہ اکابر دینی علمیت اور وجاہت کے لحاظ سے منفرد تھے اور بجا طور پر

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ حضرات عہد آفرین شخصیات کے مالک تھے۔ ہمارے باقی علمائے کرام کو اللہ تعالیٰ عمرِ خضر عطا فرمائے کہ یہ حضرات کاروانِ سنیت کے روح رواں ہیں اور انہی کے دم قدم سے محفلِ اہلسنت کے چمن کی بہار ہے۔

اسلام کے دور سے لے کر آج تک عیسائی حکومتیں اسلامی مملکتوں سے نبرد آزما رہی ہیں۔ عہدِ نبوتؐ سے حق و باطل کا جو معرکہ چلا آ رہا ہے وہ آج تک جاری ہے۔

روم سے عہدِ صحابہؓ میں نبرد آزمائی کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نام و مقام کے اختلاف کے باوجود آج بھی حقیقت رکھتا ہے۔ وہ صلیبی جنگیں ہوں یا ترکوں اور حربوں کی معرکہ آرائیاں۔ حق و باطل کا معرکہ جاری ہے، جاری رہے گا۔

؎ حقیقت ابدی ہے مقام شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

مَیں نے اپنے دور میں ترکوں پر فرنگی یلغار کا منظر دیکھا۔ ہندوستان میں اس کے خلاف اجتماعی ردِّ عمل کا مطالعہ کیا اور اپنے دورِ طفولیت میں اس کا اثر لیا۔ خلافت کی تحریک کو دیکھا اور طویل جمود کے بعد اسلامیانِ ہند کی ملّی بہادری پر خدا کا شکر ادا کیا۔ انگریز کی اسلام

Marfat.com

دشمنی کے زیرِ اثر تحریک حریت میں حصّہ لینے کی خواہش پیدا ہوئی۔

میرے والد گرامی شاہ صاحبؒ نے سرکاری اعزازات چھوڑے۔ مَیں نے بھی اس ہنگامہ خیز دور میں ہنگاموں کا ساتھ دیا، لیکن معتصبانہ نظر کی وجہ سے کانگریس سے دُور ہی رہا جہاں آزادی کی طلب دیکھی وہیں دستِ تعاون بڑھا دیا۔ کبھی خلافت تو کبھی احرار سے رابطہ بڑھایا۔ جب مرزائیوں کو انگریزی استعمار ایجنٹ اور اجرائے نبوت کا دعویدار دیکھا تو تن من دھن سے اس کی مخالفت شروع کر دی، قید و بند کے مراحل بھی طے کیے اور تحریکِ ختم نبوت سے مخلصانہ اور کامیاب تعاون بھی کیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ استقامت نصیب رہی اور انجام کار مرزائیوں کو آئینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا اور الحمد اللہ یوں میری زندگی میں ہی تحفظِ ختم نبوت کا ایک مرحلہ طے پا گیا۔

تحریکِ فلسطین سے اسلامیانِ پاکستان کا بڑا دیرینہ رابطہ ہے اس سلسلے میں بھی تحریک چلی اور مجھے کئی فلسطینی بھائیوں کے جہادِ حریت میں قید و بند کے رنگ میں حصّہ لینے کا موقع ملا۔ فالحمد اللہ علی ذالک۔

ہندوؤں کے تعصب نے مسلمانوں کو علیٰحدہ وطن کے مطالبے کے لیے

Marfat.com

مجبور کر دیا۔ اس مرحلہ پہ بھی سامراج نے رام راج کا ساتھ دیا اور ریڈ کلف ایوارڈ کی صورت میں پاکستان کے حصّے بخرے کر دیئے۔ یہاں ایک قادیانی ظفر اللہ خاں نے انتہائی گھناؤنا اور غلیظ کردار ادا کیا اور جس کے باعث مسلمانوں نے زک اٹھائی

دریائی پانی اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا۔ مجاہدین نے حصولِ کشمیر کے لیے اعلانِ جہاد کیا تو مَیں نے گوجرانوالہ میں دفتر مجاہدین کشمیر کھولا۔ اور ہزاروں مجاہدین کو میدانِ جنگ میں بھیجا جن کے لیے اسلحہ اور دیگر ضروریات کی کفالت ادارۂ مجاہدین نے ہی کی۔

پہلی تحریکِ ختم نبوت میں، مَیں نے ایک سال جیل میں گزارا۔ غور و فکر کا موقعہ ملا۔ حالات کا جائزہ لیا۔ حضرت مولانا ابوالحسناتؒ کی رفاقت میں، مسلک اہلسنت والجماعت کے تحفظ کے لیے نوزائیدہ مملکت پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جمعیت العلمائے پاکستان سے تعاون کیا۔ تحریکِ ختم نبوت کے بعد لاہور میں منعقد ہونے والی کُل پاکستان جمعیت العلمائے پاکستان کانفرنس میں مجھے پنجاب کا صدر منتخب کیا گیا۔ یہ عظیم ذمہ داری مَیں نے دارالسلام میں کُل پاکستان سُنی کانفرنس سے لوٹ کر کانفرنس تک ادا کی۔ وہاں حضرت خواجہ شیخ الاسلام محمد قمر الدین سیالویؒ کو جمعیت کا صدر چُنا گیا۔ تو مَیں

Marfat.com

اپنے رفقاء سمیت اُن کی قیادت میں دینی و ملی خدمات انجام دیتا رہا اللہ کا شکر ہے کہ زندگی کے آخری ایام تک اسلام کی ابدی اقدار کی ترویج و تنفید اور مسلک اہلسنت کی بہتری و بالادستی کے کے مقدس جذبات و احساسات دل و دماغ میں موجزن رہے اور اس مُلک میں نظامِ مصطفیٰ ؐ کی روح پرور بہار دیکھنے کی حسرت بیقراری کی حد تک موجود ہے اور حضرت اقبالؒ کے اس خواب کی تعبیر کا شدت سے انتظار ہے۔

۲۳ فروری ۱۹۸۴ء کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے کے قریب آپ کو گھبراہٹ کا احساس ہوا۔ اہلِ خاندان پاس تھے۔ آپ کے واصل باللہ ہونے کی ساعتیں قریب آ رہی تھیں۔ آپ نے نقشبندی سلسلۂ طریقت کے معمولات کو دہرایا۔ معاً آپ کے چہرے کی دلکشی و دلآویزی میں اضافہ ہونے لگا۔ پلنگ پر لیٹ کر اہلِ خانہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "روشنی آرہی ہے پردے ہٹا دو۔"

.... اور پھر خوابِ غفلت میں مدہوش انسانوں کو جگانے والی آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۝

Marfat.com

ولیٔ کامل

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب بڑا فیض عام ہے تیرا
پنہاں ہے تیری محبّت میں رنگِ محبوبی
بڑی ہے شان بڑا احترام ہے تیرا

Marfat.com

Marfat.com

اس کائنات میں تحتِ اثریٰ سے اوجِ ثریا تک جس چیز پہ نظر پڑتی ہے وہ اپنی ہی جیسی کسی دوسری چیز سے خوفزدہ نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ انسان بھی جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے وہ بھی اپنے جیسے ہی کسی نہ کسی فرد سے ہراساں رہتا ہے۔

ارض وسما میں ہر مادی طاقت کسی نہ کسی دوسری طاقت کے تابع ہوتی ہے مگر ایک طاقت ایسی بھی ہے جو کسی مادی طاقت کے زیرِ اثر نہیں آتی۔ وہ صرف اور صرف ربّ العزّت کے سامنے سرخم کرتی ہے۔ اس طاقت کا نام طاقتِ ولایت ہے۔ یہ وہ طاقت ہے جو اس کائنات میں سوائے خدائے واحد کے آگے سر جھکانے کے کسی اور کے آگے سرخم نہیں کرتی۔

جب کوئی فرد انتہائی محنت سے زمین میں بیج بوتا ہے کہ کہیں اُس بیج کو پرندے نہ چُگ لے جائیں اور جب یہی بیج ذرا نشوونما

Marfat.com

پاکر زمین سے کونپلیں نکالتا ہے تو اب کسان کو اُس کی حفاظت میں مزید سرگرمی دکھانا پڑتی ہے کیونکہ اب چرندوں کی طرف سے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ ان پودوں کو جو زمین کی کوکھ سے نکلے ہیں اُجاڑ ہی نہ دیں، لیکن جب یہی کمزور و ناتواں پودا بڑھ کر مضبوط اور تنومند درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس کا مالک اب کسی قدر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اب اس درخت کو کسی چرند پرند سے نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں ہوتا کیونکہ جو پرندے اُسے اُجاڑنے کے درپے ہوتے تھے اب اُس کی گھنی ٹہنیوں میں گھونسلہ بنا کر رہنے لگے اور جن چرندوں سے اُسے خوف تھا اُنہیں اب اس کے مضبوط تنے سے باندھا جانے لگا ہے۔

لیکن اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ وہ درخت ہی طاقتور ہے جو منہ زور مویشیوں کو اپنے تنے کے ساتھ باندھے جانے کے بعد قابو میں رکھتا ہے۔ لہٰذا اُسے کسی کا ڈر نہ ہوگا ہرگز نہیں۔ یہ مضبوط و توانا درخت بھی ڈرتا ہے خوفزدہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی بڑھئی اپنی آری یا کلہاری لے کر آگیا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، لیکن یہاں بڑھئی بھی خوفزدہ ہوتا ہے کہ اگر کسی نے اُسے سرکاری درخت کاٹتا دیکھ لیا تو کہیں وہ کسی سرکاری اہلکار

Marfat.com

کو اطلاع نہ کر دے۔ جس کے نتیجے میں اُس پر مقدّمہ چلے اور
اُسے جیل کی ہوا کھانی پڑ جائے، لیکن یہاں اس سے یہ ثابت نہیں
ہوتا کہ وہ سرکاری اہلکار ہی طاقت کا سرچشمہ ہے۔ حقیقت یہ
ہے کہ وہ سرکاری اہلکار بھی اپنے اعلیٰ آفیسرز سے خوفزدہ ہوتا
ہے اور وہ اعلیٰ آفیسرز جو اپنے سے کم درجے کے ملازمین کو
اپنے رعب میں رکھتے ہیں وہ مُلک کے حکمران سے ڈرتے ہیں،
حتیٰ کہ مُلک کا حکمران بھی ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی مخالف اُس کا
تختہ نہ اُلٹ دے۔

ایک حکمران جس کے پاس دولت بھی وافر مقدار میں ہو۔ اُس
کی حکمرانی کے تحفّظ کے لیے چاک وچوبند افواج بھی ہوں۔ مُلک
میں اُس کے ایک اشارے پر ہر وہ کام ہو سکتا ہے جس کی وہ
خواہش رکھتا ہو، لیکن پھر بھی وہ خوفزدہ رہتا ہے اس کے برعکس
ایک ولی اللہ جس کے پاس نہ مال و دولت ہے نہ رہائش کے
لیے عالیشان محل، نہ جاہ وحشمت کے اظہار کے لیے حفاظتی دستہ
نہ کسی کا ڈر خوف نہ لالچ نہ کسی کی بالادستی قبول کرنے کا سوال۔ ہاں
اگر وہ کسی سے ڈرتا ہے تو وہ صرف اور صرف خدا باری تعالیٰ کی
ذات ہی ہے جس کی وہ ہر لمحہ عبادت کرتا ہے۔ توبہ استغفار کرتا

Marfat.com

ہے اور نیک اعمال کے باوجود اللہ سے ڈرتا ہے کہ کہیں اُس کا کون سا فعل خدا کو ناگوار گزرے اور وہ روزِ حشر ربّ العزّت کے سامنے شرمندہ ہو اُس کی پکڑ ہو۔

حضرت صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ ایک ولیِ کامل تھے خدا کے برگزیدہ بندے۔ قرآن و سنت پر عمل کرنا ہی آپ کا مقصدِ حیات تھا۔ ولی اللہ کسی کی بالادستی قبول نہیں کرتے۔ وہ صرف اور صرف خدائے واحد کی خوشنودی کے لیے شب و روز عبادت کو ہی اپنا شیوہ قرار دیتے ہیں۔

ایسے ہی ولیوں کے لیے قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالےٰ ہے کہ:

"اللہ کے برگزیدہ بندے وہی ہوتے ہیں جنہیں یہ خوف نہیں ہوتا کہ وہ غمگین ہوں گے۔"

اسی طرح ایک حدیثِ مبارکہ میں ارشادِ نبویؐ ہے کہ

"جب کوئی شخص اپنی فرضی عبادات کو کما حقہٗ ادا کرنے کے بعد نفلی عبادات اس قدر زیادہ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا قرب حاصل کر لے تو وہ خدا کے نزدیک محبوب بن جاتا ہے۔"

Marfat.com

اسی طرح بخاری شریف میں درج ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ :

"اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے جو خدا کی قرآنی تعلیمات اور سُنتِ نبویؐ پر مکمل عمل پیرا ہوتے ہیں تو پھر جب وہ اللہ سے کوئی سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس کو وہ چیز عطا فرما دیتے ہیں۔

ولیوں کے اس مقام کو مولانا رومیؒ نے کیا خوبصورت الفاظ میں فرمایا ہے کہ ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خُدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

صاحبزادہ صاحب کا شمار ایسے ہی اولیاء میں ہوتا ہے جو فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ آپ صاحبِ کرامت وِلی اللہ تھے۔

اگرچہ آپ احوالِ باطنیہ کو خاص طور سے پوشیدہ رکھتے تھے اور اپنے باطنی معاملات کو ظاہر کرنا پسند نہ کرتے تھے، لیکن آپ کی چند کرامات اور بشارتیں پھر بھی زبانِ زدِ عام و خاص پر ہیں۔

یہ اُن دِنوں کا ذِکر ہے جب مُلک میں پہلے الیکشن ہو رہے تھے۔ اُنہی دِنوں ایک صاحب ایک حلقہ سے الیکشن لڑ رہے تھے نام اُن کا مغفور احمد ساکن ڈنگہ تھا۔ ابھی نوجوان تھے اور زیرِ تعلیم بھی۔

Marfat.com

عوام الناس میں اتنے مصروف بھی نہ تھے۔ جبکہ اُن کے مدِ مقابل
چوہدری فتح محمد خاصے مشہور و معروف شخصیت تھے۔ اُنہی دنوں
صاحبزادہ صاحبؒ کا اُس حلقہ سے گزر ہوا تو مغفور احمد صاحب
تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر سیدھے آپ کی خدمت
میں پہنچے اور عرض کیا کہ حضور میں آپ کا ایک ادنیٰ سا مرید ہوں۔
اپنی استطاعت سے بڑھ کر ایک کام کا بیڑا اُٹھا چکا ہوں۔ دعا کریں
کہ مجھے اس میں کامیابی حاصل ہو۔

یہ سُن کر صاحبزادہ صاحب نے اُن سے الیکشن کی صورتحال
دریافت کی معلوم ہوا کہ مخالف فریق بھاری اکثریت سے کامیاب
ہو رہا ہے۔ یہ سُن کر آپ نے مغفور احمد کو کامیابی کی خوشخبری سنائی
اور واپس بھیج دیا۔ مغفور احمد مطمئن و شادمان واپس پلٹے اور
اپنے حامیوں کو جا کر اطلاع کی کہ صاحبزادہ صاحبؒ نے کامیابی
کی خوش خبری سنائی ہے۔ سو تم بھی خوش ہو جاؤ۔

صاحبزادہ صاحب نے اپنے مریدوں کو ہدایت جاری کی کہ مغفور احمد
کو کامیاب کیا جائے۔ اگلے دن چوہدری مغفور صاحب دوبارہ آپ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ حضور ابھی تک پلڑہ تو مخالف
فریق کا ہی بھاری ہے۔ نیز بعض مریدوں نے آپ کی ہدایت پر عمل

Marfat.com

بھی نہیں کیا۔ یہ سُن کر صاحبزادہ صاحب جلال میں آگئے اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ فتح محمدؐ جو تین پولنگ اسٹیشنوں سے بھاری اکثریت سے جیت رہے تھے اگلے مرحلے پر شکست کھا گئے اور یوں چوہدری مغفور احمد ایک ولیِ کامل کی نگاہ کرم سے جیت گئے۔

اپنی اس کامیابی پر خوشی و مسرّت سے شاداں چوہدری مغفور احمد صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کرکے شکریہ ادا کیا۔ آپ نے اُنہیں نصیحت فرمائی کہ کبھی تکبّر نہ کرنا ظلم و ناانصافی کے خلاف جدوجہد کو مقصدِ حیات بنانا اور غریبوں کا خاص خیال رکھنا۔

؎ نگاہِ ولی میں تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اس کرامت کے راوی سیّد منوّر حسین شاہ ہیں۔

صاحبزادہ صاحبؒ صرف اور صرف قرآن اور سُنتؐ کے پیروکار تھے ایسے صوفی تھے جنہیں صرف حضورؐ کے احکامات پر ہی کاربند رہنے کی چاہ تھی۔ حضرت صاحبزادہؒ خدا کی ایک ایسی برگزیدہ ہستی تھیں جنہیں خدا اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا

Marfat.com

کسی سے لگاؤ نہیں ہوتا۔ جو صرف خدا پر توکل رکھتے تھے اپنی ہر ضرورت صرف خدا سے بیان کرتے۔ آپ اُن چند دینی ہستیوں میں سے ہیں جو اپنی ضروریات کے لیے دُنیاوی حاکموں کی طرف نہیں دیکھتے۔ جو اپنے عقیدت مند حاکموں کے بل بوتے پر عیش و آرام کی زندگی بسر نہیں کرتے تھے۔ آپ جیسا خود دار صوفی آج کے دَور میں بھلا کہاں ہے۔

آپ نے اپنا مقصدِ حیات صرف اور صرف دینِ اسلام کی بھلائی اور اُس کے عروج کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ کی سوانح حیات اُٹھا کر دیکھیں تو یہ حقیقت واضع ہو گی کہ آپ محض وعظ کی حد تک تبلیغ نہیں کرتے تھے بلکہ جہاں ضرورت پڑی وہاں آپ نے جہاد میں بھی حصّہ لیا۔ حکمرانِ وقت کی مخالفت ہوئی۔ مصائب کو دعوت دی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے آپ نے اسیرانِ کربلاؑ کی سنت کو پورا کیا۔ ہر حال میں صبر کا دامن تھامے رکھا۔ کبھی خدا سے شکوہ نہ کیا۔ ہر حال میں اُس کی بندگی اور بزرگی کا اقرار کیا اور آزمائشوں کو ہنسی خوشی برداشت کیا۔

صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سات طویل کی گود میں بیٹھنے اور اُن کی شفقت سے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ فرماتے ہیں جب میں جوان تھا اُن دنوں حضرت پیر سیّد

Marfat.com

جماعت علی شاہ صاحبؒ نے مجھے گود میں بٹھا کر پیار کیا۔ دعائیں دیں اور محبت آمیز کلمات سے نوازا۔ اور یہ میری زندگی کا بیش بہا سرمایہ تھا۔

ایک مرتبہ آپؒ کے ایک مرید کا حج پہ جانے کا پروگرام بنا۔ اُس نے آپ سے پوچھا۔ "حضرت۔ آپؒ کے لیے وہاں سے کیسا پسندیدہ تحفہ لاؤں ؟"

تب آپؒ نے رقت آمیز لہجے میں فرمایا "جاتی مرتبہ آنحضورؐ کے دربار میں اس غلام کا یہ ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا اور نظرِ کرم کا سوال عرض کرنا اور آتے ہوئے سیّدہ پاک فاطمۃ الزہراؓ کی تربتِ انوار سے تھوڑی سی مٹی یا کوئی سنگریزہ لیتے آنا تاکہ مرتے وقت کفن کے اندر سینے پہ رکھنے کی وصیت کروں گا تاکہ نجات کا ذریعہ بنے۔

حضرت صاحبزادہ حضرتؒ کو حضرت امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کی ذاتِ گرامی سے بے انتہا عقیدت و احترام تھا اُن کی ذاتِ پاک سے عشق و تعلّق اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔

ایک مذہبی تقریب میں شجرۂ خواجگانِ نقشبندیہ پڑھا جا رہا تھا کہ پڑھنے والے سے نادانستگی میں حضرت امام ربّانیؒ کا نام رہ گیا۔ آپ کے چہرے پہ غصّے اور جلال کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ آپ نے کسی قدر

Marfat.com

سختی اور ناراضگی سے کہا "دوبارہ پڑھو، اُس شخص نے پھر پڑھا۔ اب کی دفعہ امام ربانیؒ کا نام اس میں شامل تھا۔ جسے سُن کر آپ آبدیدہ ہو گئے۔ روتے جاتے اور فرماتے جاتے یہی مصرعہ پڑھو۔ یہی مصرعہ پڑھو۔ یوں تقریباً نو دفعہ حضرت امام ربانی کے نام کا ورد کروایا۔

جب آخری مرتبہ اُن کا نام لیا گیا تو آپ بھیگی پلکوں سے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے حاضرین بھی اُنہی کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کافی دیر تک آہوں اور سسکیوں کی فضا طاری رہی۔

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہؒ کو علامہ اقبال سے بہت اُنس تھا۔ آپ اکثر اُن کے ہاں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں اُن کے کلام اور مسلمانوں کی حالتِ زار پر تبادلۂ خیال کرتے رہے۔

ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا "حضرت آپ پیر رُومیؒ کے سب سے بڑے مریدِ ہندی ہیں: پیرِ رومیؒ سے فکری راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ مولانا رومؒ اور آپ کی فکر میں ایک تفاوت مجھے اکثر پریشان کیے رکھتا ہے۔

علامہ اقبال نے مسکراتے ہوئے فرمایا "وہ کیا صاحبزادہ صاحبؒ؟"
آپ نے فرمایا "حضرت، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

لب بہ بند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

جبکہ آپ فرماتے ہیں کہ

چشم و گوش و لب کشا اے ہوشمند
گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

گویا مولانا رومیؒ اسرارِ حق دیکھنے کے لیے لب کان اور آنکھیں بند کرنے کی تلقین کرتے ہیں جبکہ آپ اپنے کلام میں لب، کان اور آنکھیں کھُلے رکھنے کو کہہ رہے ہیں یہ آپ کا اور اُن کے نظائر میں تفاوت نہیں تو اور کیا ہے ؟

یہ سُن کر اقبالؒ نے فرمایا "حضرت، پیر اور مُرید کا اندازِ فکر یکساں یکساں ہے۔ پیر رُومیؒ فرماتے ہیں، اپنے حواس کو اغیار کی طرف سے بند کر، جب کہ میرا مقصود یہ ہے کہ اپنے حواس کو خدائی جانب کھول لے۔

ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب سے دریافت کیا گیا کہ حضرت موجودہ دَور میں آپ کس شخصیت کے فقر و روحانیت سے متاثر ہیں۔ آپ نے فرمایا "موجودہ دَور میں بلاشبہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ ہی ایسی شخصیت ہیں جو علم و عمل اور فقر و سادگی کا ایک اعلیٰ

Marfat.com

ترین نمونہ ہیں۔ میں اُن کا دِل کی انتہاہ گہرائیوں سے احترام کرتا ہوں"۔

اس سلسلے میں آپ نے اُن کی عظمت کا ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا :

"۱۹۷۰ء کے انتخابات میں ایک شخص جمعیت کی ٹکٹ پر کھڑا ہوتا تھا۔ اور سرمایہ دار طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس نے جب حضرت خواجہ سے اس خواہش کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سیٹ تو ہم نے ایک دینی عالم کو دے دی ہے۔ چنانچہ وہ ناکام چلا گیا، لیکن کچھ دِنوں بعد تین لاکھ کی خطیر رقم کا ایک چیک لایا اور کہنے لگا حضرت اسے قبول کر لیں۔ لنگر کے خرچ میں کام آئے گا۔ یہ سُن کر آپ طیش کے عالم میں آگئے اور انتہائی جلال کے عالم میں فرمایا۔

" یہ لے جا ۔ یہ بوٹی کسی دُنیا کے کتّے کے آگے ڈال دینا۔"

اُس دن مجھے شیخ الاسلام کی عظمت کا احساس ہوا۔

صاحبزادہ پیر سیّد کبیر علی شاہ آپ کے عقیدت مندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ سیّد فیض الحسن صاحبؒ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ صاحبزادہ کبیرؒ کی شادی کو چند ماہ ہی ہوئے تھے۔ اُنہوں نے آپ سے کہا۔ "حضرت میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے

Marfat.com

خدا تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے۔"

حضرت صاحبزادہ شاہ صاحبؒ نے جو اُس وقت چائے پی رہے تھے۔ کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے پھر فرمایا۔

"صاحبزادہ کبیر۔۔۔ مبارک ہو۔ خدا آپ کو جلد ہی صالح بیٹے کی پیدائش سے نوازے گا۔"

وہ یہ سُن کر خوش ہو گئے اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔

کچھ ماہ بعد خدا نے واقعی اُنہیں اولادِ نرینہ کی دولت سے نوازا تو اُن کی خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی اور اُنہیں حضرت پیر سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ کی عظمت و بزرگی کا یقین آ گیا۔

حضرت کبیر علی شاہ فرماتے ہیں کہ:

"جب میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو مجھے خوشی ہوئی لیکن جب حضرت صاحبزادہ صاحبؒ خود بنا کسی اطلاع کے مجھے مبارک باد دینے آئے تو حیرت بھی ہوئی کہ آخر اُنہیں کیسے علم ہوا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔

"کیوں صاحبزادہ صاحب میں مبارکباد دوں یا آپ مجھے مبارکباد دیں گے۔"

میں نے خوشی و مسرت سے کہا "حضور۔۔۔ دونوں طرف سے ہی ٹھیک ہے۔"

Marfat.com

ملک اللہ بخش راوی ہیں کہ ہماری تحصیل شکر گڑھ میں صاحبزادہ صاحبؒ کے بہت سے مرید ہیں۔ صاحبزادہ صاحب اکثر تحصیل شکر گڑھ کے دورہ پہ آیا کرتے تھے۔ اُن دنوں پختہ سڑکیں نہیں تھیں۔ اس لیے صاحبزادہ صاحب اکثر ریل گاڑی کے ذریعے سفر کرتے۔

ایک مرتبہ تحصیل شکر گڑھ میں شدید بارش ہوئی زبردست ژالہ باری کی وجہ سے کھڑی فصلیں تک تباہ ہو گئیں۔

اتفاق سے انہی دِنوں آپ تحصیل شکر گڑھ کا دورہ کر رہے تھے۔ ریل سے اُترنے کے بعد آپ گھوڑی پر سوار ہوئے۔ راستے میں تحصیل شکر گڑھ کے نواح سے آئے ہزارہا لوگ آپ کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ اُنہوں نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کی۔ کہ ہماری فصل بالکل تباہ ہو چکی ہے۔ اناج کا دانہ تک ہمارے پاس نہیں۔ مویشیوں کا چارہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ دعا فرمائیں تاکہ یہ مشکلات ختم ہوں۔

صاحبزادہ صاحب نے اُنہیں بھی دُعا کرنے کی تلقین کی اور خود بھی دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔

اور خدا کی قدرت چند ہفتوں بعد ہی تباہ شدہ فصل از سر نو

Marfat.com

تیار ہو گئی اور ایسی بھرپور فصل آج تک تیار نہ ہوئی تھی۔ مویشیوں کے لیے وافر مقدار میں چارہ بھی حاصل ہوا۔

صاحبزادہ صاحب کی یہ ایک عظیم کرامت تھی۔ چند ہستیوں میں سرسبز فصل تیار کر دینا ایک عظیم کرامت ہی شمار کی جاسکتی ہے۔

جناب حافظ محمد شبیر جماعتی گوجرانوالوی بیان کرتے ہیں کہ:

"دارالسلام میں کل پاکستان سُنی کانفرنس ہو رہی تھی۔ صاحبزادہ صاحبؒ بھی اس میں شامل تھے۔ ایک درویش بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا "حضرت۔ رات مجھ پر بہت کرم ہوا۔ میں نے خواب میں آنحضورؐ کو بنفسِ نفیس دیکھا۔ میں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسا وظیفہ عنایت فرمائیں کہ جس سے دین و دُنیا میں سُرخرو ہو جاؤں۔

یہ سُن کر حضورؐ نے فرمایا:

"دارالسّلام میں سُنّی کانفرنس ہو رہی ہے وہاں آلو مہار شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہؒ بھی ہوں گے تم اُن سے دریافت کر لینا۔"

یہ سُن کر صاحبزادہ صاحبؒ پہ رقت طاری ہو گئی اور اُن کی آنکھیں فرطِ عقیدت و مسرت سے بھر آئیں۔ پھر ذرا اپنی حالت سے سنبھلے

Marfat.com

اور اُس بزرگ کو ایک وظیفہ پڑھنے کے لیے بتایا اور نیک اعمال کرنے کی تلقین کی۔

اس قسم کی بہت سی بشارتیں اور کرامتیں آپ سے منسوب ہیں۔ جن کے گواہ آج بھی ہم میں زندہ موجود ہیں۔

Marfat.com

فاتحِ تحریکِ ختمِ نبوت

واہ تیرا کیا کہنا اے آخری پیغامبر !
حشر تک تانے رہے گی تیرے جلووں کی سحر
تُو نے ثابت کر دیا اے ہادیٔ نوعِ بشر
مردیوں مہریں لگاتے ہیں جبینِ وقت پر
کروٹیں دُنیا کی تیرا قصر ڈھا سکتی نہیں
آندھیاں تیرے چراغوں کو بجھا سکتی نہیں

Marfat.com

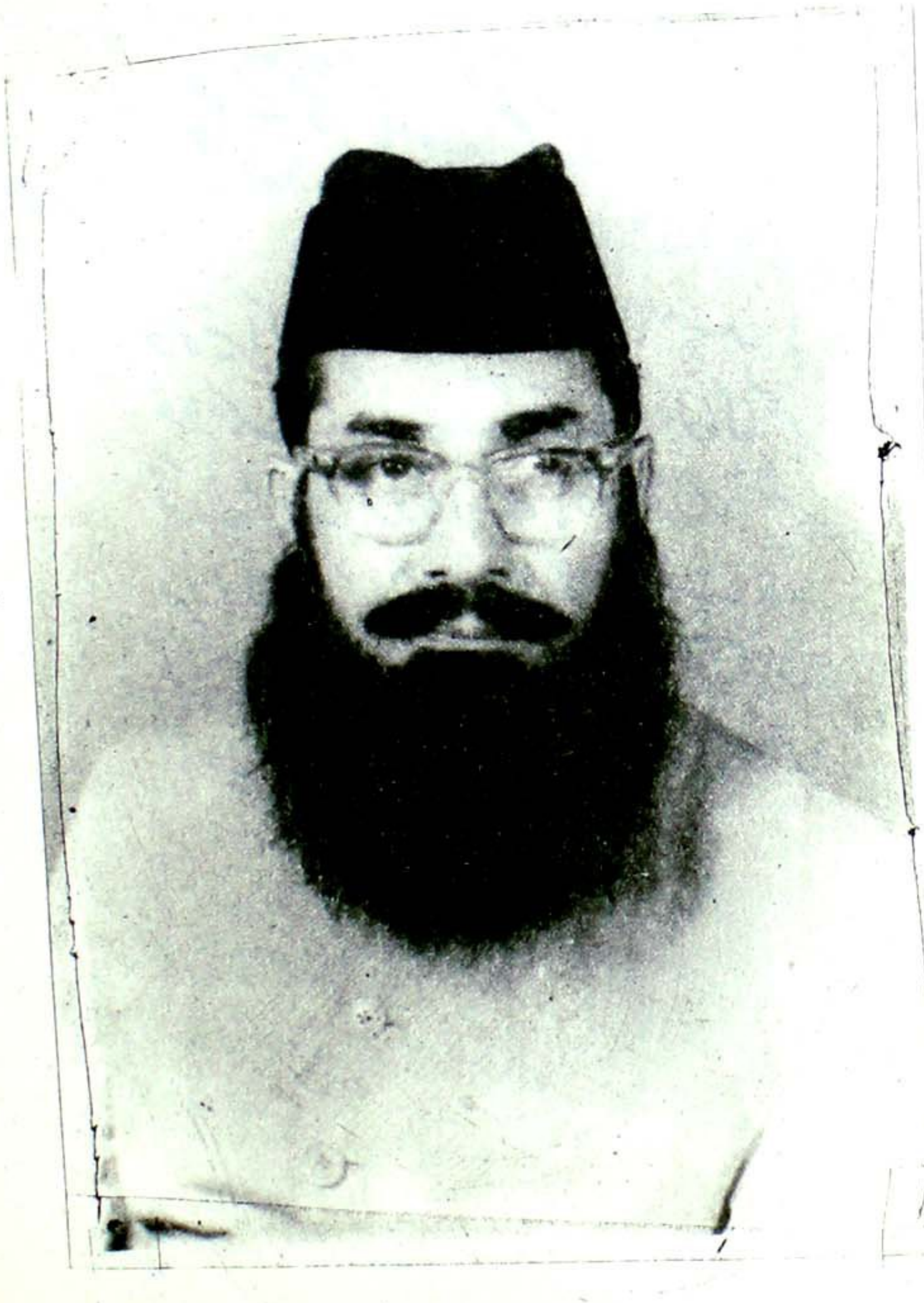

Marfat.com

صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحبؒ کے والد صاحب کا انتقال ہوا تو سجادہ نشینی کی ذمہ داری آپ پر آن پڑی ۔ یہ ۳۴-۱۹۳۳ء کا دور تھا۔ جب متحدہ ہندوستان میں ہر طرف نفسا نفسی کا عالم تھا۔ ہندوستان غلامی کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ آزادیِ وطن کے متوالے برطانوی سرکار (BRITISH GOVERNMENT) کے ظلم و استبداد کے خلاف سینہ سپر ہو چکے تھے۔ ان جیالوں کے سامنے ایک ہی سوال تھا آزادی ـــــ یا فرنگیوں کی غلامی ؟

ان حالات میں صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحبؒ کے سامنے دو ہی راستے تھے کہ یا تو وہ خاموشی سے اپنے حجرے میں بیٹھ کر وعظ و تلقین کریں یا پھر راہِ حق کی جستجو کے لیے میدانِ عمل میں کود پڑیں۔ ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اگرچہ پہلا راستہ سکون بخش تھا لیکن سید فیض الحسن شاہ صاحبؒ نے اس کے برخلاف عمل

Marfat.com

جدوجہد کی راہ اختیار کرنا زیادہ مناسب گردانا۔ یہ مردِ مجاہد باطل نظریات اور قوتوں کے خلاف للکارتا ہوا میدانِ عمل میں اُتر آیا اور رسمِ شبیری ادا کرنے کے لیے اعلانِ جدوجہد کیا۔

دُنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
تختِ جگہ آزادی کی یا تختہ مقام آزادی کا

شاہ صاحبؒ شمعِ آزادی کے پروانے بنے اور برّصغیر کے چپّے چپّے میں آزادی کے لیے سرگرمِ عمل ہو گئے۔ آپ کا آوازۂ حق یوں گونجا کہ برطانوی سلطنت جس کا سورج کبھی غروب نہ ہوتا تھا آپ کی جرأت آفرینی پر لرز گئی۔ آپ کو اس مقصد سے ہٹانے کے لیے بھرپور کوششیں کی گئیں مگر آپ نے ڈٹ کر تمام مشکل حالات کا سامنا کیا اور مجاہدین آزادی کے لیے عزم و استقلال کا پیکر بن کر حرارتِ ایمانی کا باعث بنے۔

آپ تحفظِ ختمِ نبوّت کے عظیم علمبردار تھے۔ حضورؐ سے عقیدت و احترام کا یہ عالم تھا کہ جان تک آپؐ کے نام پر نثار کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ ایسا شخص بھلا کیوں کر ختمِ نبوت کے منکر کو برداشت کر سکتا تھا۔ آپ نے اپنی زندگی حضورؐ کی تعلیمات اور قرآنی ہدایات کے فروغ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ اس سلسلے میں

Marfat.com

آپ نے محض وعظ و تلقین کا ہی سہارا نہ لیا بلکہ عملی جدّو جہد بھی اختیار کی۔

تحریکِ ختم نبوت میں آپ کی بے مثال جدوجہد پوری اسلامی دنیا کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ نے منکرِ رسول کو عبرتناک انجام تک پہنچانے کے لیے بھرپور جدّو جہد کی۔

متحدہ ہندوستان اور پاکستان میں آپ نے اس سلسلے میں انتھک محنت کی۔ آپ کی زندگی کے دو اہم مقاصد یہ تھے۔

اوّل۔ قیامِ پاکستان کے لیے مثبت جدوجہد۔

دوم۔ منکرِ رسالت کو جہنم رسید کرنا۔

قیامِ پاکستان کے لیے آپ نے جو کردار ادا کیا وہ محتاجِ بیان نہیں، لیکن ختمِ نبوت کے سلسلے میں بھی آپ کی مساعی ناقابلِ فراموش قرار دی جاسکتی ہیں۔

پاکستان کے حصول کے بعد آپ نے سیاسی دُنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اپنی تمام تر توجّہ دینی معاملات کی طرف مبذول کی۔ اس سلسلہ میں آپ نے قید و بند کی آزمائشیں بھی برداشت کیں۔

۱۸۳۵ء میں ضلع گرداسپور میں ایک لعنتی کردار مرزا غلام احمد پیدا ہُوا۔ یہ مردُود بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے منحوس

Marfat.com

شہرت حاصل کر گیا۔ اس کا باپ (مرزا غلام مرتضیٰ) سکھ دربار میں جرنیل تھا۔ عربی فارسی کی تعلیم حاصل کر کے اس ننگِ انسانیت شخص نے ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ کی ایک ضلعی عدالت میں ملازمت اختیار کر لی۔ باپ مرا تو علومِ مذہبیہ کی جانب رجوع کیا۔

اس بدبخت اور عیّار شخص نے متعدد کتابیں لکھیں جو شر انگیز حد تک جھوٹ۔ لغو اور بیہودہ پن سے عبارت ہیں۔ بعض کُتب میں اس شخص نے انگریز حکمرانوں کی شان میں قصیدے لکھے اور اُن ظالم غاصبوں کو اپنا نجات دھندہ قرار دیا۔ جنہوں نے برّصغیر میں ظلم و تشدّد اور بربریت کی وہ مثالیں قائم کیں کہ شیطان بھی ان حرکات پر شرمسار رہ گیا۔ بدبخت مرزا غلام احمد قادیانی انہی ننگِ انسانیت قوم انگریزوں کی ملکہ وکٹوریہ کی شان میں قصیدے لکھے۔ مثلاً بدبخت مرزا غلام کی ایک کتاب (ستارۂ قیصرہ) کے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتا ہے۔

"اے بابرکت قیصرہ ہند (ملکہ وکٹوریہ) تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس مُلک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے۔ جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے

Marfat.com

بھیجا ہے۔

اے ملکۂ ہند وکٹوریہ خدا تجھے خوشی کے ساتھ عُمر میں بھی برکت دے۔ تیرا عہدِ حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقصد کی تائید کر رہا ہے۔"

یہی بدبخت اپنی ایک اور کتاب "تبلیغِ رسالت" میں انتہائی گمراہ کُن اور غلیظ بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھُ کو مسیح موعود مانتا ہے تو اسی روز سے اُس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچُکا ہے۔"

یہی کاذب اعظم غلیظ اور نجاست سے بھرپور ذہنیت کا مالک مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ایک اور کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۲۶ پر بیان کرتا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت (برطانیہ) کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے سایہ میں ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکّہ معظمہ میں ہے اور نہ مدینہ منورہ میں۔ اور مَیں تو کہوں گا نہ ہی ایسا امن ہمیں سلطان روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ میں

Marfat.com

حاصل ہے :"

یہ انگریزوں کا غلام بدبخت مرزا غلام احمد قادیانی ایک اور جگہ لکھتا ہے :

"ہم اور ہماری اولاد پر یہ فرض ہو گیا ہے کہ وہ اس مبارک سرکار انگلستان کے ہمیشہ شکر گزار رہیں ۔"

دُشمن اگر مخالفت کرے تو اس کا دُکھ نہیں ہوتا نیز اُس کا مقابلہ بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہے لیکن جب اپنی ہی صفوں میں سے جب اس طرح کے دشمنِ دین پیدا ہو جائیں تو دِل خون کے آنسو روتا ہے جب کوئی غیر مسلم اسلام کے خلاف باتیں کرے تو اس کا جواب دیا جا سکتا ہے ۔ اُسے اسلام کی روشن تعلیمات کا حوالہ دے کر قائل کیا جا سکتا ہے اور اُس کے باطل نظریات کی نفی کی جا سکتی ہے ۔

لیکن جب ایسا شخص جو خود کو مسلمان کہلائے اور مسلمانوں کا عالم گردانے ایسے شخص سے جب اسلام کے منافی مواد سُننے کو ملے تو اُس بدبخت کو دوسرا کیا کہے ؟

چنانچہ جب بدبخت مرزا غلام قادیانی اپنے مذموم ارادوں اور غلیظ خیالات کو برسرِ عام بیان کرنے لگا تو مسلمانانِ ہند میں اُس کے خلاف نفرت اور غم و غصّہ کی لہر دوڑ گئی ۔ منکرِ نبوت کے خلاف ہر فرقہ

Marfat.com

کے لوگ متحد ہو گئے۔ کیونکہ مسلمانوں کا کوئی بھی فرقہ ہو خواہ وہ اہلسنت ہوں یا اہلِ تشیع اس بات پر تو متفق ہی ہیں کہ قرآن خدا کی آخری کتاب ہے اور آنحضورؐ اللہ کے آخری نبیؐ ہیں اور اسی پر ایمان ہی اسلام کی بُنیاد ہے۔

چنانچہ جب مرزا غلام قادیانی حد سے بڑھنے لگا تو مسلمانوں نے اس کے خلاف بھرپور جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ اس فتنہ کو شروع میں ہی دبا دینا اسلام کی بھلائی شمار کیا جاتا تھا۔ سو اس سلسلے میں شروعات پہلے تو انفرادی سطع پہ کی گئیں لیکن جب اس مساعی کا کوئی قابلِ ذکر نتیجہ نہ نکلا تو پھر اس بات کی ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر اُس کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونا چاہیئے۔

۱۹۲۹ء میں اس فتنہ کے خلاف ایک باقاعدہ محاذ بنایا گیا جس کا نام مجلسِ احرار اسلام رکھا گیا۔ اگرچہ آگے چل کے اس جماعت نے سیاسی طور پہ انتہائی بدترین غلطیاں کیں جن کی بدولت مسلمانانِ ہند کو بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن دینی سطح پہ اس جماعت نے تحریکِ ختم نبوتؐ کے سلسلے میں قابلِ ذکر کام کیا۔ بدقسمتی سے اس جماعت کے عہدے دار اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ ہزارہا سال تک اکٹھے رہنے والے ہندو انگریزوں کی غلامی سے نجات ملنے کے

Marfat.com

بعد بھی اسی طرح دبلے رہیں گے لہٰذا پاکستان بنانے کی ضرورت نہیں۔

لیکن قائدِ اعظم کی دُور اندیشی اس بات کو بھانپ چکی تھی کہ چانکیہ کے یہ عیّار گروہ ہندو قوم مسلمانوں سے اب کسی بہتر سلوک کو روا نہ رکھے گی اور ہر ممکن طریقے سے مسلمانانِ ہند کو نقصان پہنچانے اور رجانے کی کوشش کریں گی۔ لہٰذا اُنہوں نے ڈٹ کر اس نظریئے کی مخالفت کی کہ ہمیں ہندوؤں کے ساتھ متحد ہو کر رہنا چاہیئے اور تاریخ گواہ ہے کہ قائدِ اعظم کی دور اندیشی کس حد تک برحق تھی۔

بہرحال چونکہ ہم اس باب میں مجلسِ احرارِ اسلام کی سیاسی کوتاہیوں کا جائزہ نہیں لے رہے بلکہ تحریکِ ختم نبوتؐ میں اُس کے عملی کردار کا جائزہ لے رہے ہیں لہٰذا مجلس کے سیاسی باب کو نظرانداز کرنا ہی مناسب رہے گا۔

مشہور و معروف سیاسی لیڈر جناب مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب فرماتے ہیں کہ:

صاحبزادہ صاحبؒ قیامِ پاکستان کے بہت بڑے حامی تھے اور ایک آزاد مسلم ریاست کے نظریئے کے علمبردار۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا وہ محتاجِ بیان نہیں۔

Marfat.com

اس لیے مجلسِ احرار اسلام میں آپ کی شمولیت محض ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ کی خاطر تھی۔ سیاسی سطح پر آپ نے ہر موڑ پر مجلس کے نظریات سے اختلاف کیا۔

بعض لوگ صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحبؒ کے بارے میں یہ بہتان باندھتے ہیں کہ وہ بھی تحریکِ پاکستان کے مخالفوں میں سے تھے اور اس کے لیے دلائل میں وہ آپ کی مجلسِ احرار اسلام میں شمولیت کو بنیادی پتھر گردانتے ہیں۔ اور اسی مسئلے پر روزنامہ امروز اپنی ۲۵، فروری ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں ایک اداریئے میں تحریر کرتا ہے کہ:

قیامِ پاکستان سے قبل اگرچہ وہ مجلسِ احرار کے رُکن تھے مگر وہ حامیانِ پاکستان میں شامل تھے۔ اُن کا مؤقف تھا کہ قیامِ پاکستان کا مطالبہ درست ہے۔ اس کے حصول کے لیے ہر مسلمان کو جدّوجہد کرنی چاہیئے۔ وہ ہندوستان کے نیشنلسٹ مسلمانوں کے اس نظریئے کے خلاف تھے کہ پہلے انگریز کو ہندوستان سے نکالو بعد میں پاکستان کا مطالبہ کرو۔

صاحبزادہ صاحبؒ اس نظریئے کے سخت مخالف تھے۔ اُن کا مؤقف یہ تھا کہ انگریز اور ہندو دونوں کی غلامی اور بالادستی سے بیک وقت نجات حاصل کی جائے۔

Marfat.com

انہوں نے اپنے نظریئے کی پُرجوش تبلیغ کی اور مخالفوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

صاحبزادہ صاحب کی علمی، دینی اور ملی صفات کا اعتراف ہر مکتبِ فکر کے لوگوں نے کیا، ۱۹۳۵ء میں تحریکِ ختمِ نبوت کا آغاز ان کی تقریر سے ہوا۔

صاحبزادہ صاحبؒ نے مسجد شہید گنج بخش تحریک شدھی اور راجپال کے خلاف تحریک میں بھرپور حصّہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

(روزنامہ امروز ـــــ ۲۵ فروری ۱۹۸۴ء)

صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحبؒ نے ۱۹۳۴ میں مجلسِ احرار میں شمولیت فرمائی تھی۔ یہ وہ دور تھا۔ جب نوابزادہ نصراللہ خاں، سردار محمد شفیع، خان مہندی زمان، خواجہ غلام حسین، عبدالرب نشتر، حکیم عبدالسلام اور چند دیگر مشہور شخصیات نے بھی مجلسِ احرار اسلام میں شمولیت اختیار کی۔

۱۹۳۴ء میں مجلسِ احرار اسلام کی مرکزی عاملہ کے انتخابات منعقد ہوئے جن میں صاحبزادہ سیّد فیض الحسن، نوابزادہ نصراللہ خان، حکیم عبدالسلام اور سردار محمد شفیع مرکزی عاملہ کے رُکن منتخب ہو گئے۔

Marfat.com

مجلسِ احرار میں شمولیت کے بعد صاحبزادہ صاحبؒ نے ناموسِ رسالتؐ کے لیے بھرپور جدّوجہد کا آغاز کر دیا۔ اس سلسلے میں آپ نے جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ میں سنہری حروف سے کندہ کی جائیں گی۔ ایک عالم گواہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے جان ہتھیلی پر رکھ کر ناموسِ محمدؐ کی خاطر جدوجہد کی اور دشمنانِ اسلام سے ٹکر لی جو اُس وقت حکومت میں بھی تھے اور طاقتور بھی۔ مسجد شہید گنج بخش کا واقعہ مسلمانانِ ہند کے لیے انتہائی دُکھ اور غم کا پیش خیمہ تھا۔ مسلمان اس واقعہ سے دِل برداشتہ ہو کر رہ گئے تھے اور یہ واقعہ مسلمانوں کے لیے شرم ناک حد تک دلآزار ثابت ہوا۔ اسی سلسلہ میں ۱۳ر جولائی ۱۹۳۵ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ کی زیرِ صدارت ہوا۔

۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء کو اخبار الفضل میں مرزا بشیر نے جو مرزا غلام قادیانی کا بیٹا تھا۔ مجلسِ احرار کے قائدین کو قادیان میں دعوت مباہلہ دی۔ اُس زمانے میں قادیان، دشمنانِ اسلام کا گڑھ تھا اور وہاں جانا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا لیکن صاحبزادہ صاحب عزم و ہمّت کے پیکر تھے۔ اُنہوں نے تمام تر خطرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قادیان جانے کا اعلان کیا۔ آپ کے

Marfat.com

ہمراہ مولانا مظہر علی، مولانا محمد حیات، ماسٹر سراج الدین انصاری اور حاجی عبدالرحمٰن تھے۔ قادیان پہنچنے پر آپ کا جس طرح والہانہ استقبال کیا گیا وہ ایک تاریخی مثال ہے۔ ہزارہا لوگ آپ کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر موجود تھے۔ صاحبزادہ صاحبؒ نے خود نماز جمعہ پڑھائی۔ اور آپ کے ہمراہ جانے والے مولانا مظہر علی اظہر نے خطبہ پڑھا۔

قادیانیوں کا خیال تھا کہ چونکہ اس وقت انگریز حکومت، ہندو اور سکھ مسلمانوں کی نسبت اُنہیں زیادہ اچھا سمجھتے ہیں اور ہماری حمایت کرتے ہیں لہٰذا مسلمان کسی صورت قادیان آنے کی ہمّت نہ کریں گے، لیکن جب اُنہوں نے صاحبزادہ صاحبؒ کا اعلان سُنا تو اُنہیں یقین نہ آیا اور پھر جب صاحبزادہ صاحب قادیان بنفسِ نفیس پہنچے تو اُن کی حیرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ دُشمنانِ دین اس بات سے ناآشنا تھے کہ ؎

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

اس طرح جب قیامِ پاکستان کے بعد ہمارے عاقبت نااندیش حکمرانوں کی کوتاہیوں کے سبب قادیانی مملکتِ خداداد کے اہم کلیدی عہدوں پر فائز ہو گئے اور درپردہ اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کی خاطر سرگرم

Marfat.com

عمل ہو گئے تو ایک بار پھر ناموسِ رسالتؐ کے پروانے میدان عمل میں نکل آئے۔

احمدیوں نے پاکستان کے اہم اداروں کی سربراہی ہتھیالی اور یوں درپردہ اپنے جھوٹے نبی غلام قادیانی کی فاسق۔ لغو اور بیہودہ تعلیمات کا پرچار کرنے لگے تو صاحبزادہ صاحب نے سرگرمی سے اس کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا اور ہراوّل دستے کی قیادت کی۔

مجلسِ احرار نے ۱۹۴۹ء میں ایک قرارداد منظور کی جس کے تحت اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ مُلک میں ہونے والے آئندہ انتخابات میں مجلس احرار بھرپور حصّہ لے گی اور مسلم لیگ کی حمایت کرے گی۔ خاص طور پر اُن علاقوں میں جہاں مسلم لیگی اُمیدوار باطل قادیانی اُمیدوار کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے بھرپور تعاون کیا جائے گا۔

۱۹۵۰ء میں ملک میں پہلے انتخابات کا اعلان کیا گیا۔ مجلسِ احرار فیصلہ کُن کردار ادا کرنے کے لیے میدانِ عمل میں آگئی اور مسلم لیگی اُمیدواروں کو کامیاب کرانے کی خاطر جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ ہر وہ حلقہ جہاں کوئی قادیانی مسلمانوں کے کسی اُمیدوار کے خلاف کھڑا تھا مجلسِ احرار نے ڈٹ کر اُس کا مقابلہ کیا اور مسلم لیگی اُمیدوار کو کامیاب کرانے کے لیے سر توڑ کوششیں جاری رکھیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

Marfat.com

جب الیکشن کے نتائج کا اعلان کیا گیا تو مسلم لیگ بھاری اکثریت سے انتخابات جیت گئی۔ قادیانی ایک سیٹ بھی نہ جیت سکے۔ اس کامیابی پر مجلسِ احرار نے یومِ تشکر منایا۔ اس موقع پر صاحبزادہ صاحبؒ نے اپنی ایک تقریر میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ:

"احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ملک میں اقلیت کا درجہ دیا جائے اور انہیں مجبور کیا جائے کہ اگر وہ اسلام اور مملکت کے خلاف کسی قسم کی شر انگیزی پھیلاتے ہیں تو پھر انہیں ہندوستان چلا جانا چاہیئے۔"

گویا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحبؒ پہلے مسلمان قرار دیئے جا سکتے ہیں جنہوں نے قادیانیوں کو اقلیت اور غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

صاحبزادہ صاحب ناموسِ رسالتؐ کی خاطر کٹ مرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حد تک شیدائی تھے کہ وہ دشمنوں کی طرف سے آنحضورؐ کے خلاف کسی قسم کی گستاخی برداشت نہ کر پاتے تھے اور اس سلسلے میں احتجاج کرنے کے لیے کسی قسم کے قانون یا ضابطے کی پابندی نہ کرتے تھے۔

حکومتِ پاکستان نے ملک میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر رکھی تھی، جس کی

Marfat.com

پناہ میں قادیانی، دینِ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف تھے ایسے میں صاحبزادہ صاحب ایک بار پھر حرکت میں آئے اور تمام ضابطے قانون نظر انداز کرتے ہوئے ۲۰۔ جون ۱۹۵۲ میں معہ مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان جلسے کی صدارت کی۔ اس جلسہ کی کارروائی کا آغاز مندرجہ ذیل نعروں سے ہوا:

- مرزائیت مردہ باد۔
- ظفراللہ قادیانی کو ہٹادو۔
- مرزائیت کو اقلیت قرار دو۔
- دشمنِ دین فاسق غلام قادیانی مُردہ باد۔

یہ جلسہ چونکہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں منعقد ہوا تھا اسی لیے شاہ صاحب کو گرفتار کر لیا گیا، لیکن مُلک بھر میں پُرزور احتجاج کے باعث آپ کو جلد رہا کر دیا گیا۔

رہا ہونے کے بعد بھی صاحبزادہ صاحب نے اپنی جد وجہد جاری رکھی۔ اسی طرح جب ۲۲-۲۱ ستمبر ۱۹۵۲ء کو آل مسلم پارٹیز کنونشن کاؤسکہ میں اجلاس ہُوا تو آپ نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا۔

"جس طرح ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ گیدڑ سے خربوزہ

Marfat.com

اور بلّی سے گوشت محفوظ نہیں رہ سکتا اسی طرح ہم یہ تسلیم کرنے کو تیّار نہیں کہ مُلک کے اعلیٰ ترین عہدے پہ ایک قادیانی ظفراللہ کی خباثت سے اور دوسرے قادیانیوں کی غلیظ حرکتوں اور مذموم مقاصد سے پاکستان سلامت نہیں رہ سکتا۔

مَیں اس بات کا بھی آج یہاں اقرار کرتا ہوں کہ اگر مرزائی اپنے باطل نظریئے کے بیہودہ پن کو ترک کر کے اسلام کی پناہ میں نہیں آتے تو پھر میں رب العزّت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمامتر قوّت ان کے خلاف صرف کروں گا اور پھر محاذ پر ان کے مذموم مقاصد کے خلاف رکاوٹ پیدا کروں گا۔"

اسی طرح صاحبزادہ صاحب نے حکومت سے بھی یہ مطالبہ کیا کہ :

"مرزائیوں کی تمام زمینوں، کارخانوں اور دوسری املاک کو ضبط کر لیا جائے اور ان کے شیطانی گڑھ ربوہ کا بھی خاتمہ کیا جائے۔"

اس کے بعد صاحبزادہ صاحب نے اپنی جدوجہد کو تیز تر کر دیا اور

Marfat.com

مُلک بھر میں قادیانیوں کے خلاف اپنی مہم کو جاری رکھتے ہوئے جگہ جگہ جلسے کیے اور ان کے خلاف پابندی لگوانے کے لیے حکومت سے مطالبہ کیا۔

۱۶ر اکتوبر ۱۹۵۲ء میں صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحبؒ نے شیخوپورہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ایک آدمی جو منصبِ نبوت کا تحفّظ نہیں کر سکتا۔ اپنی ماں بہن کی عزّت کا تحفّظ نہیں کر سکتا۔ اُس سے یہ کیسے اُمید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اسلامی مملکت کا تحفظ کر سکے گا۔ مرزا غلام قادیانی یہ بکواس کرتا ہے کہ جس شخص نے اُسے نبی نہ مانا وہ ایک ناچنے والی کی اولاد کے بطن سے پیدا ہوا۔ گویا اس حساب سے پنجاب اور مُلک بھر کے تمام وزرا اور حکومت کا سربراہ جو یقیناً اُس بیہودہ اور بدکردار شخص کو نبی تسلیم نہیں کرتے وہ ناچنے والی کی اولاد قرار دیئے جائیں گے۔

مَیں اُن وزراء اور حکومتی سربراہ سے کہتا ہوں کہ اگر وہ حضورؐ کی ناموس کا تحفظ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی ماں بہنوں کو تو اُس لعنتی کردار کی لغو باتوں سے محفوظ رکھیں

Marfat.com

اُن کا تو تحفظ کریں۔"

مجلسِ احرار نے چونکہ روزِ اوّل سے ہی اس مسئلے کے خلاف جدوجہد کا آغاز کر رکھا تھا۔ اس لیے جب قادیانیوں کا دائرہ عمل وسیع ہوتا گیا تو مجلسِ احرار نے عملی طور پر مزید جدوجہد تیز کرنے کا فیصلہ کیا اور حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان بدکرداروں کو نکیل باندھی جائے۔

اُس وقت کے وزیرِ اعظم خواجہ ناظم الدین نے مجلسِ احرار سے ایک ماہ کی مہلت مانگی کہ وہ قادیانی فتنے کے خلاف کچھ نہ کچھ کارروائی کریں گے مگر اُن کا یہ کہنا طفلِ تسلی ہی ثابت ہُوا اور اُنہوں نے اس سلسلے میں کوئی قدم نہ اُٹھایا۔ یہ دیکھ کر مجلسِ احرار نے ڈائریکٹ ایکشن لینے کا فیصلہ کیا۔

حکومتِ پاکستان نے جب یہ دیکھا کہ اب یہ سیلاب تھمنے والا نہیں تو اُس نے اس کے آگے کمزور بند باندھنے کی کوششیں کیں۔ اس سلسلے میں مُلک بھر میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو متحرک کر دیا گیا۔

۱۴ فروری ۱۹۵۳ء میں انٹیلی جنس بیورو گورنمنٹ آف پاکستان کراچی نے سی۔ ڈی۔ آئی پنجاب کو ایک مراسلہ روانہ کیا جس میں انکشاف کیا گیا تھا کہ:

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

"تحریکِ ختمِ نبوت کے سلسلے میں سول نافرمانی کے لیے
پنجاب میں جو شخص سب سے پہلے خود کو گرفتاری کے لیے
پیش کرے گا وہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحبؒ ہوں گے۔ اُن
کے ہمراہ تقریباً ۳۰,۰۰۰ ہزار مرید بھی خود کو گرفتاری کے لیے
پیش کریں گے۔"

THE FIRST PERSON WHO WILL OFFER HIMSELF FOR ARREST IN CONNECTION WITH THIS AGITATION IN PUNJAB WILL POSSIBLY BE SOHIBZADA-PIR FAIZ-UL-HASSIAN- WHO HAS ABOUT 30,000 MURIDS. IT IS SAID ALL HIS MURIDS WILL FOLLOW SUIT-

INTELLIGENCE BUREAU

GOVERMENT OF PAKISTAN

KARACHI

FEB 14.1953

اور یوں بالآخر صاحبزادہ صاحب کی انتھک کوششیں کامیابی سے ہمکنار

Marfat.com

ہوئیں ۔۱۹۷۳ء کا وہ تاریخ ساز سال تھا جب مُلک کے پہلے جمہوری آئین میں حکومتِ وقت نے عوام کی اُمنگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے ناموسِ رسالتؐ کے لیے بیڑا اُٹھایا۔

مُلک کے وزیرِ اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے صاحبزادہ صاحب سمیت مُلک کے تمام دینی علماء کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اُن کے جذبۂ صادق کو سراہا اور ۱۹۷۳ کے آئین میں جہاں مُلک کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام دیا وہیں واضح اور دو ٹوک الفاظ میں اس امر کا اعلان بھی کر دیا کہ :

"آج سے اس مملکتِ خداداد میں منکرِ رسالتؐ، غیر مسلم کہلائے گا اور اس سے وہ تمام حقوق واپس لے لیے جائیں گے جن کے پاکستانی مسلم شہری حقدار ہیں ۔ قادیانی اقلیت شمار ہوں گے اُنہیں اپنے نظریئے کے مطابق کام کرنے کی آزادی ہو گی مگر صرف اُن قوانین کے تحت جو اقلیتوں کے لیے مملکت میں نافذ کیے گئے ہیں ۔"

یہ صاحبزادہ صاحب اور دوسرے دینی علماء کی زبردست کامیابی تھی کہ برسوں کی جدوجہد کے بعد بالآخر خاتم النبینؐ کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے دیا گیا اور بلاشبہ اس نیک اور مقدّس کام میں اُس وقت کی

Marfat.com

پیپلز پارٹی کی حکومت بھی قابلِ تحسین ہے جس نے اس فتنے کا سدّ باب کیا جو عالمِ اسلام کو گھن کی طرح چاٹ رہا تھا، جو کام برسوں تک کوئی دوسری حکومت انجام نہ دے سکی وہ پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں کر دکھایا گیا اور اسے بلاشبہ اسلام اور خاتم النبیینؐ کی سب سے بڑی خدمت قرار دیا جا سکتا ہے۔

المختصر صاحبزادہ فیض الحسن صاحبؒ کی زندگی کے کس کس لمحہ کا ذکر کیا جائے۔ آپ نے تو اپنی پوری زندگی ہی تبلیغِ دینِ مصطفیٰؐ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ وہ ایک سچّے اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ بہت بڑے عاشقِ رسولؐ تھے۔ عشقِ رسولؐ آپ کی رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ آپ نے ناموسِ رسالتؐ کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔ عشقِ محمدؐ نے آپ کو زمانے کے ہر خوف و غم سے بے نیاز کر رکھا تھا۔ جب بھی کسی محفل، کسی گفتگو میں آنحضورؐ کا ذکر آتا صاحبزادہ صاحب اپنا سر جُھکا لیتے۔

صاحبزادہ صاحب کی مصطفیٰ سرکارِ دو عالمؐ سے یہی چاہت تھی جس نے آپ کو ہر فکر و غم، خوف و ڈر سے دُور رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ مگر آپ نے ہر آزمائش کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ہر آزمائش کے بعد آپ عموں کی بھٹی میں۔

Marfat.com

سے تپ کر کُندن بن کر باہر نکلتے۔ عشقِ محمدؐ سے آپ اس قدر سرشار تھے کہ کوئی مورّخ آپ کے اس والہانہ اظہار کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

آنحضورؐ سے آپ کی چاہت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی شاعری کا زیادہ تر حصّہ حضورؐ کی شان میں نعتوں سے مزّین کیا ہے۔

مثلاً ختمِ نبوت کی تحریک میں حصّہ لینے کے جُرم میں آپ کو برطانوی حکومت نے گرفتار کر لیا اور گورداسپور جیل میں آپ کو قید کیا گیا جہاں آپ نے ایک نعت تحریر کی۔ جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں: ؎

طوفانِ بلا میں گرانؐ کی رحمت کا اشارہ ہو جائے
گرداب سفینہ بن جائے ہر موج کنارہ ہو جائے
خورشید کی رنگت اُڑ جائے گر زلف میں پیدا جنبش ہو
ماہتاب کا دل ہو دو پارہ گر ان کا اشارہ ہو جائے
مطرب سے کہو چھیڑے تو ذرا اُس جانِ تمنّا کا قصّہ
فرقت کے بھیانک لمحوں میں کچھ دل کو سہارا ہو جائے
وہ جانِ جہاں گر آ جائے کے بالیں پہ مریضِ الفت کی
ہر غم کا مداوا ہو جائے ہر درد کا چارا ہو جائے

صاحبزادہ خود بھی حضورؐ کے شیدائی تھے اور دوسروں کو بھی اس بات کی تلقین کیا کرتے تھے کہ وہ بھی محبوبِ الٰہی سے محبّت کریں۔

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کو اگر فاتح تحریکِ ختم نبوتؐ کہا جائے تو یہ غلط نہ ہو گا۔ کیونکہ آپ زندگی بھر اس تحریک سے منسلک رہے اور اس قدر جدّوجہد کی کہ آپ نے حکومتِ پاکستان کو اس بات کا قائل کر دیا کہ منکرِ حضورؐ دراصل کافر ہی ہے۔ لہٰذا اُسے غیر مسلم قرار دے دیا جائے۔

جناب پیر سیّد کبیر علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

"آج ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ہمیں جو درود و سلام کی آوازیں سنائی دیتی ہیں وہ صرف اور صرف صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ کی انتھک محنت کا ثمر ہیں۔"

اگر ہم بغور جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ تحریک ختم نبوتؐ میں صاحبزادہ صاحب کی مساعی کس قدر قابلِ قدر اور ناقابلِ فراموش ہیں۔

سیالکوٹ میں آپ کی پہلی انقلابی تقریر تحریکِ ختم نبوتؐ کے جیالے ہمیشہ یاد رکھیں گے، آپکی اس ولولہ انگیز تقریر سے کاخِ فرنگیت اور مرزائیت کے در و دیوار لرز اُٹھے اور باطل کے قلعوں میں شگاف پڑ گئے۔

ختم نبوتؐ کے سلسلے میں آپ نے جو جدوجہد جاری رکھی اُس میں آپ کو بے شمار تکالیف اور مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ قید و بند کی

Marfat.com

سزائیں بھگتنا پڑیں، لیکن آپ نے ہر ظلم و مصیبت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اور تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور یہ آپ کی بُلند ہمتی اور حضورؐ سے چاہت کی اعلیٰ ترین مثال تھی۔

اگر کوئی شخص بذاتِ خود اپنی تعریف کرے تو لوگ اُسے شک اور طنز کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اگر اس کے دوست و احباب اور عزیز و اقارب اُس کی تعریف کریں تو لوگ کہتے ہیں کہ اپنے بندے کی تعریف کر رہے ہیں۔

لیکن اُس شخص کی اچھائیوں اور نیک نامی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جس کی تعریف نہ صرف یہ کہ اپنے کریں بلکہ مخالفین بھی اُس کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے داد و تحسین کے ڈونگرے برسائیں جو صاحبزادہ صاحب کی عظمت، لیاقت، قیادت، سیاست، خطابت، علمِ دین، دینی حمیت اور دیگر بے شمار خوبیوں کے معترف ہیں۔

جناب مرزا غلام نبی جانباز، کاروانِ احرار کے نام سے برصغیر کی تاریخ آزادی تحریر کر رہے ہیں، وہ کاروانِ احرار کی جلد دوم کے صفحہ ۳۰۷ پر صاحبزادہ صاحبؒ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

مجلسِ احرار اُن دنوں دو طرفہ لڑائی لڑ رہی تھی۔ ایک طرف تحریک شہید گنج میں پنجاب کے رجعت پسندوں سے

Marfat.com

اور دوسری طرف قادیانیوں سے مڈبھیڑ ہو چکی تھی اگرچہ اس لڑائی میں حکومتِ پنجاب براہِ راست دخیل تھی، تاہم لڑائی کا رُخ مرزائیوں کی طرف تھا۔ ایسے میں مجلسِ احرار نے اپنی عسکری تنظیم کو نئے سرے سے ترتیب دینا شروع کیا اور اس کے لیے خانقاہ آلو مہار شریف ضلع سیالکوٹ کے سجادہ نشین صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ کو سالارِ پنجاب منتخب کیا۔ جبکہ مرکز کے صدر شیخ حسام الدین تھے۔

"گویا مجلسِ احرار کے جملہ اراکین یہ سمجھتے تھے کہ ہماری کامیابی آستانہ آلو مہار شریف کی شمولیت کے بغیر ناممکن ہے۔"

صاحبزادہ فیض الحسن شاہؒ ۱۹۳۴ء میں مجلسِ احرار میں داخل ہوئے تھے۔ آپ کی قابلیت و لیاقت کی بدولت آپ کو احرار ورکنگ کمیٹی میں لے لیا گیا۔

صاحبزادہ صاحب، صاحبِ کردار اور گفتار کے غازی تھے۔ وہ جب تک احرار سے وابستہ رہے برطانوی سامراج ان کے خلاف طرح طرح کے بہانے ڈھونڈتا رہا، لیکن آپ کی جرأت ایمانی نے دشمن کو ہر موڑ پہ شکست دی۔

اسی طرح مرزا غلام نبی جانباز ایک اور جگہ تحریر کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

صاحبزادہ صاحب پنجاب کے روایتی پیروں سے الگ تھلگ تھے۔ اُنہوں نے اپنے لیے ایک انفرادی مقام حاصل کیا۔

حالانکہ شاطرۂ فطرت نے اُن کے بناؤ سنگھار میں کہیں بھی بخیلی سے کام نہ لیا تھا۔ مضبوط جسم، سروقد، کھلے گندمی رنگت کا چہرہ، پرچشم آہو نے ایسی بہار باندھی تھی کہ الامان الحفیظ ؎

اکھاں یار دیاں توبہ معاذ اللہ
جنویں بھریاں پھرن ولیو ایناں نی

اس پر کردار کا یہ عالم کہ جس راہ سے گزر جاتے آہٹ تک نہ ہوتی تھی، انہی اوصاف کی بنا پر جماعت نے انہیں عسکری ذمہ داریاں سونپ دیں۔ جسے انہوں نے خوب نبھایا۔

لیکن اُن دنوں کی بات ہے جب آتش جوان تھا گو آج بھی کھنڈر بتا رہے ہیں کہ عمارت عظیم الشان رہی ہے۔

بہرطور جب تک مجلسِ احرار میں رہے خوب رہے۔

گویا صاحبزادہ صاحبؒ وہ آفتابِ تاباں ہیں جن کی درخشانی کے اپنے پرائے سب معترف ہیں۔ صاحبزادہ صاحب علم و ادب کے ایک پہاڑ تھے۔

Marfat.com

آپکی علمی قابلیت کی تمام مکاتیبِ فکر کے لوگ قدر کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی صاحبؒ ــــ آستانہ عالیہ علی پور شریف کی ذاتِ اقدس میں حاضر ہوکر حضرت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کی مجلسِ احرار میں شمولیت پر سخت تنقید کی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

اس پر حضرت لاثانیؒ نے جلال آمیز لہجے میں فرمایا کہ:

"تمہیں معلوم نہیں کہ وہ کس روحانی خانوادے کا چشم و چراغ ہے۔ وہ جہاں بھی رہے گا باطل کی ہر الائش سے محفوظ رہے گا۔

بطخ کے بچّے کو تیرنا کوئی نہیں سکھاتا وہ خود بخود تیرنا جان جاتا ہے۔ کیونکہ تیرنا اُس کی فطرت ہے۔

بچۂ بط گرچہ شبینہ بود
آب دریاش تا بہ سینہ بود

مَیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ صاحبزادہ سیّد فیض الحسن سے قدرت سنّیت کا کام لے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے صاحبزادہ صاحبؒ کو نہ صرف سنیت کے لیے بلکہ عالمِ اسلام کے لیے ایک قابلِ

Marfat.com

قدر ہستی بنا دیا۔

حضرت لاثانیؒ نے جو پیش گوئی فرمائی وہ حرف بحرف سچ ثابت ہوئی۔

Marfat.com

خطیب السلام

ہم نے پھولوں کو دی ہے تابِ سخن
ہم نے کی آ کے گلشن آرائی
ہم نے بخشی کلی کلی کو زباں!!
ہم نے شبنم کو دی ہے گویائی

Marfat.com

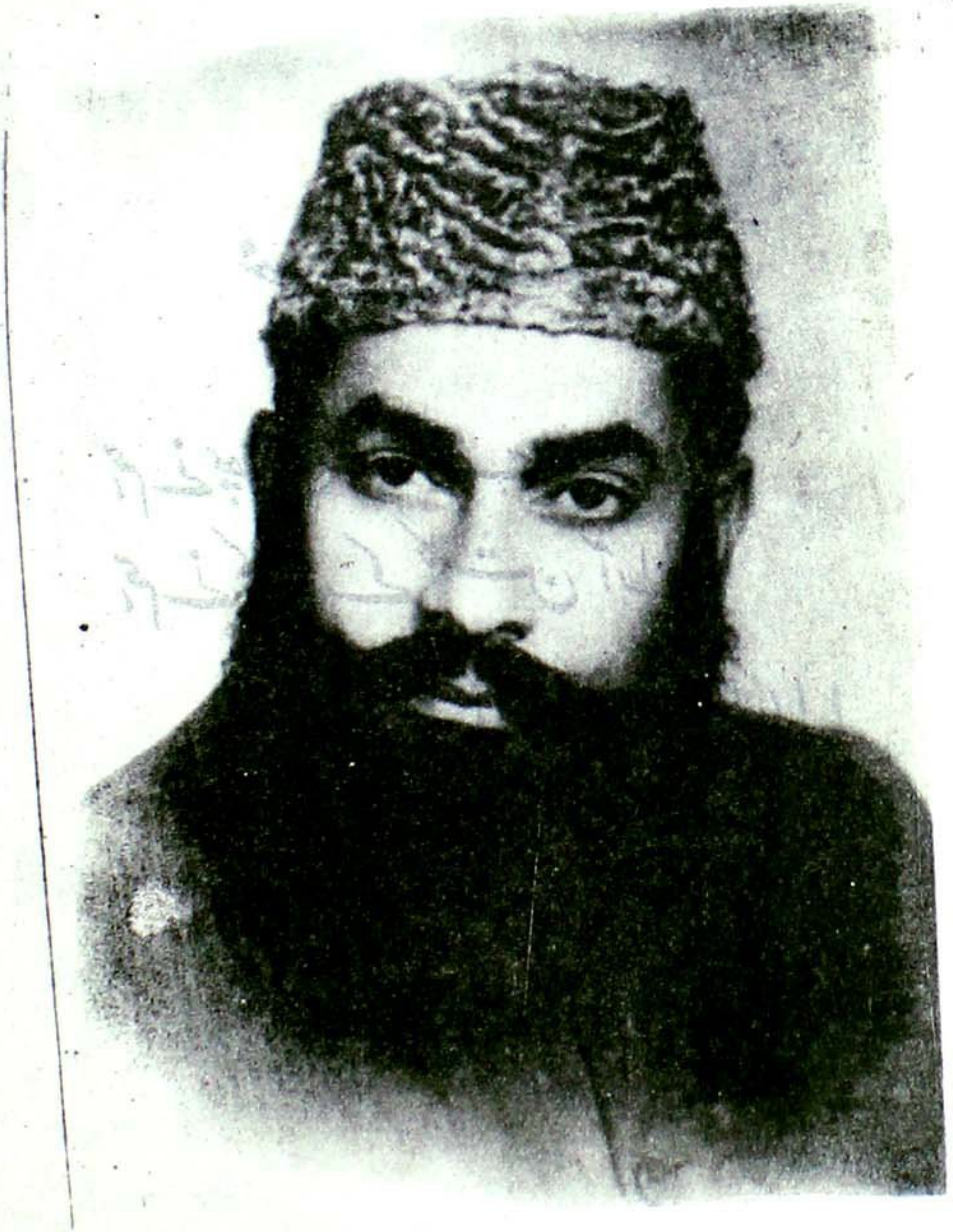

Marfat.com

صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ برّصغیر کے نامور اور بے مثال خطیب تھے۔ آپ کا اندازِ بیاں منفرد تھا۔ اُردو اور پنجابی دونوں زبانوں پہ آپ کو مکمّل عبُور حاصل تھا اور ان دونوں زبانوں میں آپ بے مثل خطابت کے جوہر دکھاتے تھے۔

فصاحت صاحبزادہ صاحب کی لونڈی اور بلاغت خادمہ تھی۔ آپ کے دماغ کی بلند پروازی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ کی آواز آسمان کے ستاروں سے زیادہ اُونچی، پہاڑوں سے زیادہ مضبوط و توانا اور تیز رفتار ہواؤں سے زیادہ تیز تھی۔ آپ جب کسی موضوع پر محوِ سخن ہوتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے شمشیرِ حیدری رضؓ میدانِ جنگ میں بجلی کی طرح لپکتی، کوندتی تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہو۔

اُس کے ایک طرف براہین و دلائل کی شوکت اور دوسری طرف

Marfat.com

معنویت کا بحرِ بیکراں موجزن تھا۔

صاحبزادہ صاحبؒ کبھی بھی شائستگی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ کسی کو لعن طعن کرنا، طنز کے تیر چلانا آپ کا شیوہ نہ تھا۔ آپ، ہمیشہ قابلِ فہم اور آسان اور شائستہ انداز میں اپنی خطابت کے جوہر دکھاتے۔ آپ کی تقریر کا لفظ لفظ یوں خوبصورتی سے اپنی جگہ جڑا ہوتا گویا کسی زرگر نے زیورات میں انتہائی خوبصورتی سے موتی جڑے ہوں۔

صاحبزادہ پیر فیض الحسن صاحبؒ کا اندازِ بیاں اس قدر دلنشیں اور پُرکشش ہوتا کہ سبھی انتہائی دلچسپی سے خاموش بیٹھے سنا کرتے۔ آپ کا انداز بلاشبہ نرالا اور انوکھا ہوا کرتا تھا۔ آپ کی خطابت اس قدر پُرکشش اور بااثر ہوتی کہ مجمع پر ایک ہُو کا عالم طاری ہو جاتا اور لوگ دم سادھے آپ کو خطابت کا بے مثل سمندر بہاتے سنا کرتے۔

آپ جس موضوع پر بھی تقریر کرتے اُس میں اس حد تک مہارت کا اظہار کرتے کہ محسوس ہوتا کہ آپ کو اپنے موضوع پر مکمل گرفت حاصل ہے۔ آپ کی خطابت میں اتنی فصاحت اور دلنشینی ہوا کرتی کہ درختوں پر بیٹھے پرندے بھی حرکت نہ کرتے۔ گویا وہ

Marfat.com

بھی آپ کے نورانی اور پُر تاثیر بیان سے مستفید ہو رہے ہوتے تھے۔

حتیٰ کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جب حضرت صاحبزادہ پیر فیض الحسن صاحبؒ اپنی خطابت کی شروعات کرتے تو اس کی سحر آفرینی سے ہوا کے جھونکے بھی تھم جاتے۔ آپ کی آوازِ مبارک میں فطرتِ ربانی کی طرف سے ایسی شرینی و لذت تھی کہ ہر ذی روح آپ کے لفظ لفظ کو عقیدت و احترام سے سُنتا اور انتہائی لگن اور چاہت کا مظاہرہ کرتا۔

حضرت صاحبزادہ پیر فیض الحسن صاحبؒ کی تقاریر میں علم کی فراوانی ہوتی۔ نصیحت و ہدایات کے سرچشمے پھوٹتے۔ غرض آپ کی تقاریر مسلمانانِ عالم کے لیے ایک راہنما کی حیثیت رکھتی ہیں۔

میرا تعلق صاحبزادہ پیر فیض الحسن شاہ صاحبؒ سے ذاتی یا وقتی نوعیت کا نہیں ہے بلکہ میں صاحبزادہ صاحبؒ سے خاندانی لگاؤ رکھتا ہوں۔ اس خاندانِ اقدس کی غلامی مجھے اپنے اباؤ اجداد کی طرف سے وراثت میں ملی ہے۔

صاحبزادہ صاحب سے میری پہلی ملاقات ۱۹۷۰ء میں ہوئی میں اُس وقت

Marfat.com

نویں جماعت کا طالبِ علم تھا اور چترانہ میں رہا کرتا تھا۔ اُنہی دنوں حضرت صاحبزادہ پیر فیض الحسن صاحب "پھلواڑی" تشریف لائے تو آپ نے حسبِ معمول پہلے نمازِ جمعہ کی جماعت کروائی اور بعد میں وعظ فرمایا۔

اگرچہ یہ واقعہ آج سے تقریباً نو، دس برس پُرانا ہے میں اُس وقت کمسن ہی تھا، لیکن مجھے آج تک وہ منظر یاد ہے۔ لوگوں کو جب اطلاع ملی کہ صاحبزادہ صاحب بنفسِ نفیس وہاں نمازِ جمعہ پڑھانے آرہے ہیں تو لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اُن سے ملاقات و دید کا شرف حاصل کرنے کے لیے اُمڈ آیا تھا۔

بلاشبہ اتنا بڑا اجتماع تحصیل شکر گڑھ کے نواح میں کسی نے نہیں دیکھا تھا جو صاحبزادہ صاحب کی آمد کی وجہ سے ہوا۔ لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو اُن کے وعظ میں شرکت کرنے موج در موج اُمڈتا آرہا تھا۔

ہر شخص صاف ستھرے لباس میں ملبوس، چہرے پر ایک عجیب سی شادمانی سجائے صاحبزادہ صاحب کو دیکھنے کے لیے اپنی جدوجہد میں مصروف تھا۔

میں اپنے والد "شیخ نور احمد" کے ہمراہ اس اجتماع میں پہلی مرتبہ شرکت کے لیے گیا تھا۔ میرے والد صاحبزادہ صاحب کے خاص

Marfat.com

مُرید شمار ہوتے تھے۔ اسی ناطے لوگ بھی میرے والد کی عزّت کرتے تھے۔ اُنہیں صاحبزادہ صاحبؒ سے تعلق کی بنا پر خاص پذیرائی ملا کرتی تھی۔ اُس دن اتنا زبردست ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ مَیں والد صاحب کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ وہ ہجوم میں راستہ بناتے سٹیج کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں صاحبزادہ صاحبؒ نے تشریف فرما ہونا تھا۔ اس طرح ہم کوئی بیس منٹ بعد سٹیج کے قریب پہنچ گئے۔

صاحبزادہ صاحبؒ سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ لوگ عقیدت و چاہت کی وجہ سے صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پاؤں چوم رہے تھے اور اُن کی نگاہِ کرم کے شدّت سے خواہش مند تھے۔ اُن کے نزدیک پہنچ کر مَیں نے بھی سلام نیاز عرض کی۔

صاحبزادہ صاحب سیاہ شیروانی اور سفید شلوار قمیص زیب تن کیے ہوئے تھے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں تسبیح تھی اور دوسرے ہاتھ سے لوگوں کے سلام کا جواب دے رہے تھے۔ گویا ایک ہاتھ لوگ چُوم رہے تھے تو دوسرا تسبیح کے مقدّس دانے۔

تھوڑی دیر بعد اُس عظیم الشان اجتماع کی کارروائی شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کی گئی اور نعتؐ پڑھی

Marfat.com

گئی اور پھر صاحبزادہ صاحبؒ نے اپنے فنِ خطابت کا اظہار شروع کیا۔

آپ نے مقصودِ کائناتؐ کے موضوع پہ لب کشائی فرمائی۔ آپ کا خطاب محض ایک تقریر نہ تھی بلکہ فصاحت و بلاغت کی ایک برکھا تھی۔ جو اپنی تمام تر برکتوں، مہربانیوں سے برس رہی تھی، جو دِلوں پہ چھائے ہوئے منافرت کی دھول کو دھو رہی تھی اور ایمان کی ہریالی پیدا ہو رہی تھی۔

آپ فرما رہے تھے اور لوگ دم سادھے آپ کے خطاب کے سحر میں جکڑے خاموشی سے علم کے خزانے جھولیاں بھر بھر کر سمیٹ رہے تھے۔ نہ کسی کو دھوپ کی شدّت کا احساس تھا نہ کسی قسم کی اور تکلیف کا۔ اُن کی تو خواہش تھی کہ بس صاحبزادہ صاحب بولتے جائیں اور وہ سُنتے رہیں اور علم و ایمان کا یہ سمندر یوں ہی بہتا رہے۔

صاحبزادہ صاحبؒ فرما رہے تھے۔

مَیں ایک حادثہ آپ کے سامنے
پیش کرتا ہوں کہ اگر مال گم ہو
جاتا ہے تو بات بڑی آسان تھی

Marfat.com

دولت گم ہو جاتی تو بات بڑی
آسان تھی، لیکن یہاں مصیبت
یہ پڑی ہے کہ انسان گم ہو گیا
ہے۔
کون انسان؟
خلافۂ کائنات انسان۔
کون انسان؟
شاہکار تخلیق انسان۔
ارے کون انسان؟
لقد خلقنا الانسان فی
احسن تقویم کا مصداق انسان۔
وہ انسان جس کے لیے کائنات
بنائی گئی ہے۔
وہ گم ہو گیا ہے۔
اور ایسا گم ہوا ہے کہ پتا نہیں
چلتا کہاں گیا ہے۔
آپ یہ کہیں گے کہ

Marfat.com

لقد خلقنا الانسان فی احسن
تقویم کی بات کرتے ہو۔
لیکن یہ تو انسان ہے۔
انسان روٹی بھی کھاتا ہے۔
انسان بھول بھی جاتا ہے۔
انسان گناہ بھی کرتا ہے۔
اس میں محتاجی بھی ہے۔
لیکن فرشتہ روٹی نہیں مانگتا۔
انسان روٹی مانگتا ہے۔
وہ پانی نہیں مانگتا۔
یہ مانگتا ہے۔
اُس میں شہوت نہیں۔
اِس میں شہوت بھی ہے۔
یہ تو ہر آن کچھ نہ کچھ مانگتا ہے۔
اور تم پھر بھی کہتے ہو کہ یہ
اشرف المخلوقات ہے؟
یہ بُلند تر ہے؟

Marfat.com

ارے اشرف تو وہ ہے جو کچھ
نہیں مانگتا۔
جو بے نیاز ہے۔
لیکن یہ تو بڑا محتاج ہے۔
تو جناب انسان کی محتاجی میں
کائنات کی آبادی کا راز ہے۔
اگر آج شکر گڑھ میں انسان
آباد نہ ہوتا۔
جبرائیل آباد ہوتا، میکائیل آباد
ہوتا۔ اسرافیل آباد ہوتا۔ عزرائیل
آباد ہوتا۔
تو ـــــ نہ انہیں پیاس لگنا تھی۔
نہ نلکے لگتے۔
نہ روشنی کی ضرورت تھی۔
نہ بجلی آتی۔
نہ انہیں بھوک لگنا تھی۔
نہ گندم کاشت ہوتی۔

Marfat.com

نہ انہیں بھوک لگنا تھی ـــــ
نہ چاول کاشت ہونا تھا۔
نہ اُنہیں سردی لگنا تھی ـــــ
نہ کپاس کاشت ہوتی۔
نہ انہیں گرمی سردی کا تقاضا وارد
ہوتا تھا ـــ نہ مکان بننا تھا۔
تو ثابت ہوا کہ اگر یہاں جبرائیل
ہوتے تو کائنات کی زمین خراب
ہوتی۔ بنجر ہوتی۔ آباد نہ ہوتی
لہٰذا یہ انسان کی محتاجی تھی جس
نے ہر چیز کو قیمت بخشی۔ اور اسی
بات پہ ناز کرتے ہوئے اقبالؒ
نے فرمایا ؎

گناہ گار غریب الدیار ہوں لیکن
تیرا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد
میری ہی جفا کو دعا دیتا ہے
یہ تیرا جہاں بے نیاز

Marfat.com

گویا انسان محتاج ہے لیکن اللہ
کی زمین کو آباد کرنے والا ہے۔
کائنات کی آبادکاری کارا زہے۔
توجناب عالیٰ ! جس انسان کے
لیے سب کچھ بنایا گیا۔ اُس نے
سورج کی شعاعوں کو گرفتار بھی
کر لیا۔ چاند پر بھی کمندیں ڈالنا
شروع کر دیں۔ زمان ومکاں کے
کے مسائل کا حل بھی تلاش کر لیا
لیکن جب اس سے پوچھا حضرت
انسان کون ہے ؟
تم کہاں سے آئے ہو ؟
تم کہاں جاؤ گے ؟
تم کس لیے آئے ہو ؟
تم کیا ہو ؟
تمہاری ابتدا کیا ہے ؟
تمہاری انتہا کیا ہے ؟

Marfat.com

تمہارا مقصد کیا ہے ؟
تو اِن سوالات کا جواب انسان
نہ دے سکے گا تو انسان گم ہو گیا.
انسان کا گم ہونا ہی سب سے بڑا
المیہ ہے۔
مَیں آپ کے سامنے ایک مثال
پیش کرتا ہوں۔
ایک شہزادہ سیر کرنے گیا۔ راہ میں
ایک بھنگن پر عاشق ہو گیا۔ عاشق
ہو کر بھول گیا کہ مَیں کون ہوں ؟
میرا باپ کون ہے ؟
میری نسل کیا ہے ؟
میری اصل کیا ہے ؟
مَیں کون ہوں ؟ میرا خاصا کیا ہے ؟
مَیں کہاں سے آیا ہوں ؟ اور کہاں
جانا ہے ؟
وہ بھنگن کے گھر جا کر بھنگی ہو گیا۔

Marfat.com

سر پہ ٹوکرا رکھ لیا ہاتھ میں جھاڑو
پکڑ لی۔ لگا گلیاں سڑکیں صاف کرنے۔
گویا دوسرے الفاظ میں وہ فریبِ
صورت کا اسیر ہو گیا۔
اب اس کا علاج یہ ہے کہ کوئی
صاحبِ بصیرت آکر اُسے بتائے
کہ بھلے مانس تُو بھنگی نہیں ہے۔
تُو شہزادہ ہے۔
تُو صفائی کرنے والا نہیں ہے۔
تُو تو صفائی کرانے والا ہے۔
تو غلام نہیں ہے۔
تُو تو آقا ہے۔
تُو پابند نہیں ـــــ بلکہ آزاد ہے۔
پھر تُو اُس بدبودار ماحول میں کیوں
رہتا ہے ـــ
تُو تو خوشبودار ہے۔
تو پہلی بات یہ ہے کہ شہزادے

Marfat.com

کی غلط فہمی دُور کی جائے۔ اور
اُسے بتایا جائے کہ وہ کون ہے ؟
اور جو اُس کو بتا دے کہ وہ کون
ہے ؟ تو اُسی کو مرشد یا پیر
کہتے ہیں ۔

تو عزیزانِ من ! ہماری حالت یہ
ہے کہ ہم سب لامکان سے آئے
ہیں اور مکان میں پھنس گئے ہیں۔
لازماں سے آئے تھے اور زماں
میں گرفتار ہو گئے ۔

مقامِ روح سے آئے تھے اور
مادے میں مُبتلا ہو گئے ۔
جس طرح شہزادہ بھنگن کے گھر جا
کر بھنگی ہو گیا اور اپنی اصل بھول
گیا۔

بالکل اسی طرح ہم تھے تو نورانی
اور روحانی ۔ مگر اِس مادی دُنیا میں

Marfat.com

آ کر مادے پر عاشق ہو کر ہم خود
بھی مادی بن گئے۔
آپ اور میں۔ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ
ہم مادی ہیں حالانکہ ہم حقیقت میں
نوری ہیں۔

بقول علامہ اقبالؒ

تیرا جوہر ہے نوری، پاک ہے تُو
فروغ دیدہ افلاک ہے تُو
ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حُور
کہ شاہینِ شہ لولاک ہے تُو

دیکھئے انسان ہاتھ پاؤں اور سر
کا نام نہیں بلکہ انسان کی حقیقت
کچھُ اور ہے۔ غور کیجئے جب
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔
الست بربکم ___ کیا میں تمہارا
رب نہیں ؟
تو ہم سب نے جواب دیا تھا۔

Marfat.com

"بلیٰ" ہاں —— تُو ہمارا رب ہے
تو سوال یہ ہے کہ اُس وقت کون
بولا تھا ؟
ہمارے اعضا بولے تھے ؟
نہیں —— .
یوم الست کو ہماری روحوں نے
جواب دیا تھا۔
تو معلوم ہوا کہ ہم مرتبۂ روح میں
اُس وقت بھی تھے جب زمین
آسمان، سورج، چاند کچھ نہ تھا۔
ہم میں تو شعور بھی تھا۔ اگر ہم
میں شعور نہ ہوتا تو سوال بے مقصد
اور بے بُنیاد تھا۔
ہمارا بلیٰ کہنا دلیل ہے کہ ہم اُس
کے حُسن سے آشنا تھے۔
اور یہی عشق ہے۔
اُس کا پوچھنا حُسن ہے۔

Marfat.com

ہمارا کہنا عشق ہے۔
پس حُسن اور عشق کا رابطہ قائم
ہو گیا۔

تو پھر اس دُنیا میں آ کر ہم نے
اس ازلی عشق کو اس مقدّس
وعدے کو بھلا دیا اور اس دُنیا
کی حسین اشکال، تصوّرات، حسن و
جمال اور جلوہ ہائے پابہ رکاب
میں پھنس کر رہ گئے۔

زن اور زر سے دل لگا بیٹھے۔
حقیقی مقصد ہماری آنکھوں سے
اوجھل ہو گیا۔

واہ! حسرت!
ہائے افسوس!

اب مُرشد کا کام یہ ہے کہ وہ
ہمیں بتائے کہ تمہارا اصل محبوب
کون ہے؟

Marfat.com

تم مادی ہو یا نوری ہو ؟
تم فانی ہو یا باقی ؟
لامکانی ہو یا مکانی ؟
لازمانی ہو یا زمانی ؟
تو یہی پہلی معرفت ہے۔

تو جناب عالیٰ۔ اب اس مادی اور فانی دُنیا سے کون نکالے گا۔ جو نکالے گا جس طرح بھی نکالے گا مُرشد کہلائے گا۔

اسی طرح ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحبؒ حضور اکرمؐ کی شان میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ مخلوق میں سب سے اوّل کون ہے ؟
سورج کے جلال نے کہا میں اوّل ہوں۔
عرش کی رفعت نے کہا میں اوّل ہوں۔

Marfat.com

فرش کی وسعت نے کہا مَیں اوّل
ہوں۔
بُلبل کے ترنم نے کہا مَیں اوّل،
کلیوں کے تبسّم نے کہا مَیں اوّل،
جنّت کی نزہت نے کہا مَیں اوّل،
حوروں کی نکہت نے کہا مَیں اوّل،
نظامِ عالم کی قلمونیوں نے کہا مَیں
اوّل۔
مَیں عالمِ حیرت میں کھو گیا اور تصوّر
میں کملی والے سرکارؐ کے حضور عرض
گزار ہوا:
اے محبوب کردگار، نورالانوار،
سرالاسرار، احمد مختار، اور اللہ
کے یار صلّی اللہ علیہ وسلم آپ
ہی بتائیں کہ اوّل کون ہے؟
تو یکایک حجاب اُٹھنے لگے، پردے
ہٹنے لگے۔ بادل چھٹنے لگے، مدینے کے

Marfat.com

انوار چمکنے لگے۔ عاشقوں کے دِل
دھڑکنے لگے۔ آنسوؤں کے ساغر
چھلکنے لگے اور مدینے کی فضاؤں
سے زبان ترجمان قدرت ایک
صدائے دلنواز آئی۔

اوّل ماخلق نوری۔
میرے آقا نے فرمایا۔
سب سے اوّل میں ہوں۔
قدرت نے کہا مرحبا۔
فطرت نے کہا ماشاءاللہ۔
حوروں نے کہا الحمد اللہ
اور عاشقانِ مصطفیٰؐ نے کہا سبحان اللہ
ترجمان حقیقت حضرت علامہ اقبال
نے فرمایا ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

صاحبزادہ صاحب کے اس خطاب کے جوش سے نعرہ ہائے

Marfat.com

تکبیر و رسالتؐ بلند ہونے لگے۔ مجمع پر وجد طاری ہو گیا۔ لوگوں کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے۔

صاحبزادہ پیر فیض الحسن شاہ صاحبؒ کی زبانِ مبارک پھر حرکت میں آئی۔ بجلی کی سی تیزی میں دوبارہ گویا ہوئے۔

اور یہ حقیقت ہے جو مخلوق میں سب سے اوّل ہو گا وہ خدا کے قریب ہو گا۔ جو خدا کے قریب ہو گا۔ وہ کامل ہو گا۔ جو کامل ہو گا وہ اکمل ہو گا۔ جو اکمل ہو گا وہ اقرب ہو گا۔ جو اقرب ہو گا وہ مقصودِ کائنات ہو گا۔

وہ سبب تکوین عالم ہو گا جو سبب تکوینِ عالم ہو گا وہ باعثِ تخلیقِ آدم ہو گا۔ جو باعثِ تخلیق آدم ہو گا، وہ نبی اوّل ہو گا۔ جو نبی اوّل ہو گا وہ قلم اوّل ہو گا، جو قلم اوّل ہو گا وہ لوح اوّل ہو گا۔

Marfat.com

جو لوحِ اوّل ہوگا وہ عقلِ اوّل
ہوگا۔ جو عقلِ اوّل ہوگا وہ نورِ
اوّل ہوگا۔ جو نورِ اوّل ہوگا وہی
مجتبیٰ ہوگا اور جو مجتبیٰ ہوگا وہی
اور صرف وہی ____
حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ ہوگا۔

صاحبزادہ صاحب نے بحیثیت مرکزی صدر جمعیت العلمائے پاکستان فیصل آباد میں جو پہلی تقریر کی اُس کی کیسٹ راقم الحروف کے پاس اب بھی محفوظ ہے۔

آپ کا یہ خطاب رحمتِ عالمؐ کے عنوان سے تھا۔ آپ نے عظمتِ مصطفیٰؐ پر لب کشائی کرتے ہوئے یوں فرمایا:

ہر فن کا ایک تقاضا ہوتا ہے
جو فن پیش نہیں کرتا فنکار نہیں
ہوتا۔ فن کار وہ ہے جو فن پیش
کرتا ہے اور کاریگر وہ ہے جو اپنی
کاریگری پیش کرتا ہے اور مصوّر
وہ ہے جو تصویر کو پیش کرتا ہے۔

Marfat.com

اور شعر وہ ہے جو شاعری پیش
کرتا ہے اور معمار وہ ہے جو عمارت
کو پیش کرتا ہے ۔
لوگو! اگر فن کار فن پیش نہیں
کر سکتا تو اُسے فنکار کوئی نہیں
کہتا گا۔
اگر کاریگر۔ کاریگری پیش نہ کرے
تو اُسے کاریگر کوئی نہ کہے گا۔
اگر غالب دیوان نہ لکھتا تو اُس
کو امام غزلیات کوئی نہ کہتا۔
اگر حافظ فارسی میں غزل نہ کہتا
تو اُس کو شاعر کوئی نہ کہتا اور اگر
کوئی معمار شاہی مسجد کا حسین و
جمیل مینار نہ بناتا تو اُس کو معمارِ
کامل کوئی نہ کہتا اور اگر مصور تصویر
میں حسین و جمیل رنگوں کا امتزاج
پیش نہ کرتا تو اُس کو بھی مصوّر

Marfat.com

کوئی نہ کہتا اور اگر خالقِ کائنات
اپنے جلال و جمال کے ساتھ موجود
ہوتا اور مصطفیٰؐ کو پیش نہ فرماتا
تو اُس کو بھی خدا کوئی نہ کہتا۔
فن دلیل فن کار ہے۔ اگر فن
اعلیٰ ہے تو فنکار اعلیٰ ہے اگر
فن کار ادنیٰ ہے تو فن ادنیٰ ہے
اگر فن میں عیب ہے تو فن کار
میں عیب ہے اور اگر فن کار
میں کمال ہے تو فن میں بھی کمال
ہوگا۔
چنانچہ فنکار کو دیکھنا ہے تو فن دیکھ
لو۔ مصوّر دیکھنا ہے تو تصویر دیکھ
لو۔ معمار دیکھنا ہے تو عمارت دیکھ
لو۔ عظمتِ غالب کا جائزہ لینا ہے
تو دیوانِ غالب کو پڑھ لو۔ حافظ
کے کمال کو دیکھنا ہے تو اس کے

Marfat.com

کمال کو دیکھ لو اور اگر خدا کی
خدائی کو دیکھنا ہے تو مصطفیٰؐ کی
مصطفائی کو دیکھ لو۔"

صاحبزادہ پیر فیض الحسن شاہ صاحبؒ کی تقریر سنتے وقت یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارے سامنے ایک کتاب کھلی رکھی ہے اور ہم اُس کے حروف پڑھ نہیں رہے بلکہ نظر دوڑا رہے ہیں۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب کی آواز اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آپ ایک منٹ میں کم از کم پانچ سو الفاظ بھی اس خوبصورت، دلنشیں اور نچلے تُلے انداز میں کہہ جاتے ہیں کہ لوگ حیران رہ جاتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحبؒ الفاظ کو خود تیار کرتے ہیں یا الفاظ خود تیار ہو جاتے ہیں۔

آپ ایک ہی سانس میں بے شمار حقائق بیان فرما جاتے تھے۔ جیسا کہ ایک مقام پر عورت کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

خدا کی قسم! عورت ذلیل ہو گئی
جب مرد تہذیبِ فرنگ کے
ریلے میں بہہ گیا تو میں مایوس

Marfat.com

نہ ہوا۔ مَیں نے کہا۔ کیا ہوا؟
اگر میرا نوجوان تہذیبِ فرنگ
کے ریلے میں بہہ گیا ہے خدا
میری ماں۔ خدا میری بیٹی خدا میری
بہن کی آغوش کو سلامت رکھے
کیونکہ ان جھولیوں میں حیاتِ تو
پیدا ہو جائے گی۔
جب تک ماں کی مومنانہ جھولی
سلامت ہے۔ اس میں سنتِ فاطمہؑ
کے تقاضے موجود ہیں۔ اس میں
صفتِ حسینؑ والی اولاد پیدا
ہوتی رہے گی۔
لیکن جب مَیں نے دیکھا کہ تہذیبِ
فرنگ کے جھونکوں نے اس
فصیل کو بھی گرا دیا ہے اور عورت
جو خلوت کی شمع تھی وہ خلوت
کو چھوڑ کر جلوت میں آگئی ہے

Marfat.com

اور عریاں ہو کر سڑکوں پر پھرنے
لگی ہے تو میں مایوس ہو گیا کہ
اب مومن کہاں پیدا ہوں گے
اس لیے دماغ تو مدرسے میں
بنتے ہیں اور دل ماں کی جھولی میں۔
اور لوگو۔ سن لو ـــ خدا کی
قسم ـــ اگر ماں چور ہو گی تو بیٹا
ڈاکو ہو گا۔ اگر ماں جاہل ہو گی
تو بیٹا احمق ہو گا۔ اگر ماں بزدل
ہو گی تو بیٹا دیوث ہو گا۔ اگر
ماں بہادر ہو گی تو بیٹا غازی
ہو گا۔ اگر ماں صحت مند ہو گی
تو بیٹا پہلوان ہو گا اگر ماں
سیاستدان ہو گی تو بیٹا حکمران
ہو گا اگر ماں عبادت گزار ہو گی
تو بیٹا ولی ہو گا۔ اگر ماں کنیز
فاطمہؑ ہو گی تو بیٹا خادمِ حسین

Marfat.com

ہو گا۔

صاحبزادہ صاحبؒ نے مندرجہ بالا بہترین مدلل اور پُر از معنی عبارت صرف پنتالیس سیکنڈز میں، ایک ہی سانس میں ادا فرمائی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ خطابت کی کس بلندی پر فائز تھے۔ آپ کو بجا طور پر شہنشاہِ خطابت کہا جاتا تھا۔ آپ کی خطابت محض الفاظ کی نہیں بلکہ موثر دلائل پر مشتمل ہوتی تھی۔ آپ کو ابو الکلام کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔

صاحبزادہ صاحب کی خطابت کا لوہا اپنے پرائے سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ کچھ لوگ اپنے عقیدے کی بنا پر صاحبزادہ صاحبؒ کی مخالفت کرتے ہوں لیکن بحیثیت خطیب صاحبزادہ آلو مہار شریف کا جو مقام تھا اُس کے سب لوگ بلا امتیاز فرقہ و مسلک دلی طور پر معترف ہیں۔

جناب قاری محمد طفیل رضوی اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تقریباً بیس برس قبل جبکہ میرا زمانہ طالب علمی تھا جامعہ اسلامیہ اہلِ حدیث چاہ شاہاں والا گوجرانوالہ میں ایک مرتبہ

Marfat.com

تمام مکاتیبِ فکر کا ایک مشترکہ جلسہ منعقد ہوا۔
جس میں:

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی (اہلحدیث)
مولانا عبدالرحمٰن جامی (خطیب شاہی مسجد لاہور)
مولانا مفتی عبدالواحد (دیوبندی)
علامہ عبدالعزیز انصاری (مسلم لیگی)

جیسے علمائے ملت اور سیاست دان موجود تھے۔ مذہبی مخالفین نے کہا کہ آج پتہ چلے گا کہ علماء کی مجلس میں صاحبزادہ صاحب کس طرح تقریر کرتے ہیں۔ اس جلسہ کے آخری مقرر آپ تھے۔ آپ نے اپنے جوہر خطابت سے سامعین کو یوں گرمایا، تڑپایا کہ اہلِ حدیث کے قائد جناب علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب بے ساختہ کہہ اُٹھے۔

"اگرچہ ہمارے مسلک میں کسی کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز نہیں۔ مگر کاش صاحبزادہ صاحب ہماری جماعت میں ہوتے تو ہم اُن کے پاؤں کو بوسہ دیتے۔"

خود راقم الحروف نے کئی بار ایسا دیکھا کہ جب بھی صاحبزادہ

Marfat.com

صاحب راقم الحروف کے گھر تشریف فرما ہوتے ہزارہا مرید شرفِ باریابی کے خواہش مند ہوتے۔ ان میں دوسرے ممالک کے افراد بھی شامل ہوتے اور بلا مبالغہ وہ صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پاؤں چومنے کی سعادت حاصل کرتے اور دعائے خیر کی گزارش کیا کرتے۔

بھارت جو پاکستان کا ازلی بدترین دشمن ہے، اپنے غلیظ مقاصد کی تکمیل کے لیے ۱۹۶۵ء میں چوری چھپے پاکستان پر حملہ آور ہوا لیکن مسلمانانِ پاکستان نے اس مکار ہندو قوم کو ایسا سبق سکھایا کہ برسوں وہ اپنے زخم چاٹتے رہے۔

مسلمانانِ پاکستان ہر اختلاف بھلا کر متحد ہو گئے اور اس عیّار قوم کے خلاف صف آرا ہوئے۔

صاحبزادہ پیر فیض الحسن شاہ صاحب نے اس موقع پر پاکستانی عوام کے دِلوں کو جذبۂ جہاد سے گرمانے کے لیے دن رات کام کیا۔ مُلک کے طول و عرض میں سینکڑوں اجتماعات سے خطاب فرمایا اور بلا مبالغہ ان اجتماعات میں حاظری بعض اوقات ہزاروں سے پھلانگ کر لاکھوں میں ہوا کرتی تھی۔

اُس زمانے میں ریڈیو پاکستان نے آپ کی تقاریر کو نشر

Marfat.com

کرنے کا اہتمام بھی کیا۔

آپ کی ان عظیم اور ناقابلِ فراموش مساعی کے اعتراف میں حکومتِ پاکستان نے آپ کو تمغۂ پاکستان کے اعزاز سے سرفراز کیا۔

معروف صحافی سجاد میر روزنامہ نوائے وقت کے ایک کالم میں صاحبزادہ صاحب کی خطابت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ صاحبزادہ سید فیض الحسن بڑے زور کے خطیب تھے بلکہ منفرد انداز بھی رکھتے تھے اتنا تیز بولتے تھے کہ خود کہا کرتے سی۔ آئی۔ ڈی والو اپنی قلمیں تیز کر لو۔ لکھنا چاہو گے بھی تو نہ لکھ سکو گے۔ بجلی فیل ہو جاتی تھی لیکن صاحبزادہ صاحب کی زبان میں خدا نے کوئی رکاوٹ نہیں رکھی تھی۔ وہ بلاشبہ بجلی کی تیزی سے بولتے تھے۔ ہم نے اتنی شاندار تقریر کرتا کوئی دوسرا خطیب نہیں دیکھا۔ وہ بڑی مرقع اور مسجع زبان برق رفتاری سے یوں بولتے کہ لگتا بجلی کوند رہی ہے۔ ذکرِ رسولؐ کرتے تو لوگ جھوم جھوم جاتے۔ میلاد

Marfat.com

کی محفلوں میں بھی آپ ایک سماں باندھ دیتے۔

عجیب خطیب تھا جو ایک عرصے سے خاموش تھا، لیکن اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔ وہ اپنے قبیلہ کا آخری آدمی تھا اور غالباً اپنے قبیلہ میں بھی تنہا تھا۔

حضرت مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ مَیں نے صاحبزادہ صاحب کو عارف والا میں میلاد شریف کی ایک محفل میں مدعو کیا۔ آپ نے ساڑھے تین گھنٹے "رحمت اللعالمینؐ" کے موضوع پر اس قدر جامع اور مؤثر خطاب فرمایا کہ آپ کے خطاب سے متاثر ہو کر اسی جلسہ میں تین سو افراد اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلک اہلسنت میں داخل ہو گئے۔ اس کو کمالِ خطابت کہہ لیں یا کرامت۔ آپ ایسے پیر طریقت تھے جس کا فرمایا ہوا نیاز مندوں کے لیے قول و فعل کا درجہ رکھتا تھا۔

رمزِ آشنا معرفت تھے جب عرفانِ ذات اور خدا شناسی کے مراحل و مدارج کی تشریح کرتے تو علم و فلسفہ کا بحرِ بیکراں ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دیتا۔

Marfat.com

حضرت علامہ یعقوب صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ :

"حضرت خطیبِ ملت کا سانحہ ارتحالِ دُنیائے ایمان کے لیے ایک ایسا صدمہ عظیم ہے جو کبھی نہ بھولے گا۔ مَیں نے عرب کے شعلہ بیان خطیب ذوالحسناء مصری کو سُنا ہے اور ہندوستان کے بُلند پایۂ خطیب ابوالکلام آزاد کو بھی سُنا ہے مگر یہ بات کہنے پر مجبور ہوں آج تک مَیں نے صاحبزادہ صاحبؒ جیسا قادرالکلام خطیب نہیں سُنا۔

ایک بار سیالکوٹ میں جلسہ سے خطاب فرما رہے تھے مَیں نے گھڑی سامنے رکھ کر حساب کیا تو آپ نے ایک منٹ میں کوئی پانچ سو الفاظ استعمال کیے۔ آپ کی زبان کوثر و سلسبیل سے دُھلی ہوئی تھی اور عشقِ رسالتؐ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔

جناب مولانا غلام مہر علی گولڑہ شریف نے صاحبزادہ صاحب کو عربی زبان کے الفاظ میں خراجِ تحسین پیش فرمایا ہے۔

مارایت علیٰ ظھر الارض فی ھذا العصر
عدیلہ فی البیان العجب دارالخطاب
المدھش قدرزقہ اللہ صورۃ وحاھۃ

Marfat.com

کانہ بدر تبلاؤہ من السماء والعینی دھنا
وجمالہٗ کانہٗ شمس یغنیٔ من الفلک العلوی
وخطابتہ وفصاحتہ وعزارہ وسجعا
کانہ وابل یمطر من سحب الانوار المحمدی
صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :

مَیں نے اس زمانے میں روئے زمین پر میدانِ خطابت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی وجیہہ صورت اور حسن وجمال سے نوازا تھا گویا آپ حسین آسمان پر چمکنے والے چودھویں کے چاند ہیں اور فلک علوی کے چمکدار سورج ہیں۔ جو اپنی نورانی کرنیں ہر طرف بکھیر رہا ہے۔ آپ کی خطابت وفصاحت وبلاغت نیز مقفیٰ ومسجع بیان سُن کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انوار محمدی کے بادلوں سے رحمت کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔

Marfat.com

خضرِ خطیباں

نورِ چشمِ تاجدارِ ہل اتی فیض الحسن
راحتِ قلبِ علی المرتضیٰؓ فیض الحسن

گلشنِ صدیقِ اکبرؓ کی بہارِ جانفزا
حضرتِ شیخ مجدّد کی ضیاء فیض الحسن

آسمان سے آ رہی آج آوازِ سروش
بجھ گیا بزمِ خطابت کا دیا فیض الحسن

باغِ رضوان میں صدائے حور و غلماں گونج اٹھی
مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا فیض الحسن

شوخیِ گفتار وہ طرزِ تکلّم اب کہاں
کون کر سکتا ہے پُر تیرا خلا فیض الحسن

بلبلیں مغموم ہیں ویراں ہے باغِ سخن
سو گیا خضرِ خطیباں چل بسا فیض الحسن

(سیّد خضر حسین چشتی)

Marfat.com

خطیب بے بدل

مداوا اب تیرے غم کا دِل شیدا نہیں ہوگا
کوئی اب دوسرا فیض الحسن پیدا نہیں ہوگا
رہا ہے التفات بے طلب سدا مجھ پر ان کا
فقیروں کا کوئی ہمدرد ان جیسا نہیں ہوگا
تکلّم ان کا گویا پھول برساتی بہاریں تھیں
خطیب بے بدل ایسا کہیں دیکھا نہیں ہوگا
دمِ تقریر حالت دیدنی تھی ان کی محفل میں
کسی کا بھی دلوں پر اس طرح قبضہ نہیں ہوگا
خطیب آئیں گے ایک سے ایک بڑھ کر اس زمانے میں
میرا دعویٰ ہے لیکن ایک بھی ان سا نہیں ہوگا

(صائم چشتی)

Marfat.com

سیّد فیض الحسن شاہ

فیضُ الحسن ! اے سرورِ کونین ؐ کے غلام
دیتا رہا تو عمر بھر اسلام کا پیام
تیری ہر اک سعی کا مقصد تھا بس یہی
نافذ ہو ارضِ پاک میں اسلام کا نظام
لرزاں تھے تیرے نام سے اسلام کے حریف
واللہ اُن کے حق میں تھا تُو تیغ بے نیام
اس بات کے تو تیرے عدو بھی ہیں معترف
اس عہد میں تھا فنِ خطابت کا تو امام
الفاظ و روزمرّہ تھے سب تیرے خانہ زاد
تجھ کو بجا ہی کہتی ہے خلقت ابوالکلام
چھوڑے ہیں تُو نے فنِ خطابت میں وہ نقوش
زندہ رہے گا سینۂ ملت میں تیرا نام
صبح و شام تیرے لیے عابد کی دعا ہے
جنت میں ہو تجھے قربِ شہِ انام ؐ

(عابد نظامی)

Marfat.com

خطیب الاسلام

ہو گئے جہاں سے رخصت فیضُ الحسن
چھن گیا زندگی سے زندگی کا بانکپن !

جانِ بزمِ نقش بندیت وہ مردِ پُروقار
مظہرِ شانِ ولایت وہ شہہ آلو مہار

پیکرِ علم و عمل فنِ خطابت کا امام !
زینتِ بزمِ طریقت سیّد علی مقام

عظمتِ ایمان و دلآویز تھا اُس کا جمال
برقِ خرمنِ سوزِ اعدا کے لیے اُس کا جلال

لفظ اُس کی بارگاہ میں تھے اس طرح لاکلام
بادشاہ کے سامنے جیسے کہ حاضر ہوں غلام

چُن لیا جس لفظ کو اُس نے ستارا ہو گیا
اُس کا ہر جملہ ادب کا شاہپارا ہو گیا

Marfat.com

زندگی کا کارواں تاریکیوں میں کھو گیا
تان کر چادر بقا کی اس کا قائد ہو گیا
اُس کی شخصیت تھی علم و فکر کا کوہِ گراں
تاجدارِ مسندِ عرفان تھا وہ بے گماں
راہبرِ راہ ہدایت مظہرِ علم الیقین
ڈھونڈتی ہے چشمِ عالم وہ نظر آتا نہیں
قائدِ سالارِ ملت مہربان جاتا رہا
کر کے سب کو غمزدہ سوئے جناں جاتا رہا
جانِ ملّت تھا رضا وہ بزمِ ہستی کا وقار
اُس کی مرقد پر سدا ہو رحمتِ پروردگار

(پروفیسر محمد اکرم رضا)

Marfat.com

العرض کس کس کا خراجِ تحسین تحریر کیا جائے۔ یہاں تو ایک جہان آپ کی مدح سرائی کر رہا ہے۔ وہ کونسا گھر ہے جہاں صاحبزادہ صاحب کی آواز نہ پہنچی ہو۔ وہ کونسا گوشہ ہے جہاں خدا کے اس شیر کی للکار نہ گونجی ہو۔

آپ فنِ خطابت کے وہ بزرگ ہیں جن کی عظمت کو غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں اور آپ کو سلام کرتے ہیں۔

دوستو ـــــ بزمِ خطابت لُٹ گئی۔

ساتھیو ـــــ اہلِ سخن جاتا رہا۔

منبر و محراب سُونے ہو گئے۔

گفتگو کا بانکپن جاتا رہا۔

(علامہ شبیر اللہ ہاشمی)

Marfat.com

شاعرِ اسلام

تیری نوائے شوق سے وجد میں ہے حریمِ ذات
تیری نظر کے کیف سے مست ہے محفلِ حیات
مرہم زخم بے کسی خندۂ زیرِ لب ترا
چارۂ دردِ عاجزی تیری نگاہِ التفات!
تیرے جمال کی قسم رقص کرے گا حشر تک
تیری نوائے شوق کی دُھن پہ ضمیرِ کائنات

فیض الحسن شاہ صاحبؒ

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ صاحبؒ تمام اوصاف کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے مگر آپ نے بطورِ شاعر کبھی تشہیر کو پسند نہ فرمایا تھا۔ صاحبزادہ صاحب کی ذات دراصل ایک چمنستان کی مانند تھی۔ جس میں طرح طرح کے پھول اپنے رنگ و خوشبو سے بہار پیدا کر رہے تھے۔ جس طرح ہر پھول اپنی خوشبو کی وجہ سے منفرد مقام رکھتا ہے اسی طرح صاحبزادہ صاحب کی ہر خوبی اپنے الگ مقام کی حامل ہے۔

شاعری ایسی گرانقدر نعمت ہر کسی کو تو نہیں ملتی۔ اچھا شاعر ہونا بھی میری نظر میں ربّ العزّت کی خاص نظرِ کرم کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بقول پروفیسر محمد اکرم رضا صاحب، ادیبِ شہر۔ گوجرانوالہ۔

صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین
وہ مقربان خداوندی ہیں جنہیں خدا

Marfat.com

نے غیر معمولی رُوحانیت کمالات
اور ایمانی صفات سے نواز رکھا
ہوتا ہے۔ خدا کی ان محبوب شخصیات
کا مرنا اور جینا خدا کے لیے ہوتا ہے
اور اُن کی جملہ فکری و نظری صلاحیتیں
تبلیغِ اسلام اور ترویجِ دین کے
لیے وقف ہوتی ہیں۔

شاعری وہ صفتِ خاص ہے جو
بعض اولیاء کرام کو انعامِ خداوندی
کے طور پر ودیعت ہوتی ہے۔

اس لیے جہاں یہ دوسری صلاحیتوں
کو فروغِ دین کے لیے استعمال کرتے
ہیں۔ وہاں یہ شاعری سے بھی اسلامی
روایات کی ترویج اور عقائدِ مقانیہ
کی اشاعت کا کام لیتے ہیں۔

صاحبزادہ صاحبؒ نے شاعری کو کبھی ذاتی تشہیر یا اپنی ادبی شہرت
کا ذریعہ خیال نہیں کیا۔ بلکہ تاریخِ ادب شاہد ہے کہ انکی فکری کاوش

Marfat.com

اور تخلیقی صلاحیتیں دنیائے شعروادب کے لیے ہمیشہ باعثِ صد افتخار ثابت ہوتی رہی ہیں۔

اولیاء کرام کی شاعری، رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ مصطفیٰؐ کے نام پہ ظلمت کدۂ عالم پہ ایمان آفریں اُجالے بکھیرنے کا باعث بنتی ہے۔

تاریخِ اولیائے کرام کا مطالعہ کریں تو کہیں حضرت حسّان بن ثابتؓ حضورؐ کی شان میں نعت پڑھتے سنائی دیں گے تو کہیں شیخ سعدی شیرازیؒ کا کلام عشقِ محمدؐ کا درس دے رہا ہو گا۔

سعدیؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اُس
کی عظمت وعصمت کائنات کی ہر
چیز سے زیادہ ہے۔

سعدیؒ کے اشعار ہیں؛

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہِ خلیل و آز راست
دل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است

Marfat.com

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ؎

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشفت الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلو علیہ و آلہٖ

امیر خسرو فارسی کے ایک عظیم شاعر شمار ہوتے ہیں۔ وہ حضرت نظام الدّین اولیاء کے مریدِ خاص تھے اُردو شاعری کی بُنیاد ہی آپ نے رکھی تھی۔ مولانا جلال دین محمدؒ کی شاعری، مولانا رومیؒ کی شاعری۔ غرض ان نیک اور پارسا بزرگانِ اسلام نے اپنی شاعری میں حضورؐ کی محبّت کو اُجاگر کیا۔ مولانا رومؒ ایک مقام پر عرفانِ الٰہی کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہرکہ فواہدھم نشینی باخدا
اُو نشیند در حضورِ اولیاء
ہیچ فرق بودِ نہ دوا
اولیاء ہیں اللہ اللہ اولیاء

تاریخِ اولیاء کرام میں خاندانِ چشت کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ معین الدّین چشتی اسی خاندان کے ایک معروف ولی اللہ تھے۔ خواجہ

Marfat.com

معین الدین چشتی اجمیری جب برّ صغیر تشریف لائے تو سب سے پہلے لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری دی اور انہیں ان الفاظ میں ہدیہ تہنیت ادا فرمایا۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

اسی طرح حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کی شاعری بھی ایک خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ کی حضورؐ کی شان میں کہی یہ نعت تو ہر ایک کی زبان پر ہے۔

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
ایہہ گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

حضرت بابا بلھے شاہؒ جو کاروانِ عشق و مستی کے سالار مانے جاتے ہیں۔ حضورِ اکرمؐ کی شان میں اس انداز سے نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں کہ:

ہن میں لکھا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار
پیارا اہین پوشاکاں آیا
آدم اپنا نام دھرایا

Marfat.com

"تاریخِ اولیاء میں ایک اور نام جن کی شاعری کو نہ صرف ان کے مریدوں میں بلکہ پوری دُنیا میں بہت بلند مقام حاصل ہے جن کے کلام کا ترجمہ بہت سی دوسری زبانوں میں بھی ہوچکا ہے۔

حضرت سلطان العارفین جناب سلطان باہوؒ اپنے پیرومرشد کے بارے میں اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

بغداد شہر دی کیہ نشانی
اُچیاں لمیاں چیراں ہو
تے تن میرا پُرزے پُرزے
جیویں درزی دیاں لِیراں ہو
ایناں لِیراں دی گل کفنی پاکے
تے مَیں رَل ساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگ ساں تے
حضرت باہو کرساں میراں میراں ہو

حضرت صاحبزادہ فیض الحسنؒ نے بھی تاریخِ اولیاء میں شاعری کے ایک اور درخشندہ باب کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی شاعری بھی اِن کی بے مثل خطابت لاجواب سیاست بے نظیر ولایت اور بے مثل معالج ہومیوپیتھی کی طرح ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔

Marfat.com

کسی بھی شاعر کی عظمت کا احاطہ کرنے کے لیے اُس کے فکری پس منظر کے ساتھ ساتھ اُس کی زندگی کے اِن عوامل پر بھی نظر ڈالنی پڑتی ہے جو اُس شاعر کی ادبی و لسانی رفعتوں اور اُس کے عملی تشخص میں پوشیدہ نظر آتے ہیں۔ صاحبزادہ سیّد فیض الحسنؒ نے جس دَور میں آنکھ کھولی وہ غلامی کا دور تھا۔ چاروں طرف برطانوی استبداد کی دہشت خیزیوں کے چرچے تھے۔ ایسے حالات میں علامہ محمّد ڈاکٹر اقبال شاعری کے اُفق پر آزادی کی روشن بخشنے والے کامل کی صورت میں نمودار ہوئے۔

اقبالؒ کی فکر اتنی عظیم اور ان کا فلسفہ اس قدر ہمہ گیر تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے پورا عالمِ اسلام اُن سے متاثر ہونے لگا۔ شمعِ آزادی کے پرستاروں کے لیے اقبال نوید صُبح بن کر آئے۔

صاحبزادہ صاحب علامہ اقبالؒ کے بہت بڑے پرستار تھے۔ جن دنوں آپ سکول کی ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر کالج کی آزاد فضاؤں میں داخل ہوئے تو اقبالؒ کے افکار اور اُن کے ادراکِ ایمانی محسوسات کو نئی زندگی بخش رہے تھے۔ آپ اقبال سے یوں متاثر ہوئے کہ اقبال کی شاعری آپ کی خطابت کا لازمی جُزو قرار پائی اور آپ کی شاعری فکرِ اقبال کی کرنوں سے جگمگا اٹھی۔

Marfat.com

صاحبزادہ سیّد پیر فیض الحسن شاہؒ بہت بڑے علمی و روحانی گھرانے کے چشم و چراغ تھے گھر میں آنکھ کھولتے ہی علم و ادب کا غیر معمولی چرچا دیکھا۔ قدرت نے طبع موزوں عطا کی تھی۔ اس لیے چھوٹی عمر میں ہی بڑے خوبصورت اشعار کہنے لگے تھے۔

کالج کے زمانے میں آپ کے ساتھ پڑھنے والے کئی عظیم اور سربلند اصحاب اُس دَور میں آپ کی شعری صلاحیتوں کو خراجِ تحسین پیش کر چکے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت میں نامور شاعر فیض احمد فیض مرحوم نے ایک انٹرویو میں صاحبزادہ صاحب کے بارے میں کہا کہ صاحبزادہ صاحب تعلیم کے دوران ہی ایک اعلیٰ پایہ کے شاعر بن کر اُبھرے۔ مرے کالج سیالکوٹ میں صاحبزادہ صاحب فیض مرحوم سے ایک جماعت پیچھے تھے۔

جناب فیض احمد فیض مرحوم نے ایک انٹرویو میں یہ ذکر بھی کیا کہ ان کے والد روحانی سکون، طمانیت اور تزکیۂ نفس کی خاطر صاحبزادہ صاحبؒ کے والد سے رجوع کیا کرتے تھے۔

پروفیسر محمد اکرم رضا صاحب ـــــ صاحبزادہ صاحب کی شاعری کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

Marfat.com

صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ
صاحبؒ نے ہر صنفِ سخن میں طبع
آزمائی فرمائی ہے۔ آپ نے نعتوں
کے علاوہ غزلیں اور نظمیں بھی تحریر
فرمائی ہیں۔

آپ ایک عظیم عاشقِ رسولؐ تھے۔ اس عشقِ رسولؐ سے
آپ کی قوتِ فکر عظمتِ ایمان اور مخلوقِ خدا میں پذیرائی
حاصل ہوئی۔

یہی جذبۂ عشقِ رسول ان کی شاعری کو روشن ایمان
بن کر روشنِ وجود کا احساس دلاتا رہا۔ آپ کی نعتوں
میں فکرِ اقبال کے علاوہ امام احمد رضا خان بریلویؒ کے
عشق و گداز ظفر علی خان کے شکوۂ بیان کی ایمان
آفرینی کی جھلک بھی نمایاں طور پر محسوس ہوئی۔

آپ کی غزلیات عشقِ خداوندی روحانی فکر
افروزیوں کے ساتھ ساتھ سوز و گداز اور مشاہداتِ
ظاہری اور باطنی سے عبارت ہے۔

آپ کی منظومات میں فکرِ اقبال اس طرح جلوہ گر

Marfat.com

نظر آتا ہے کہ اگر آپ کی نظمیں آپ کے نام کے ساتھ
شائع نہ کی جائیں تو پڑھنے والے اسے اقبال کا کلام
سمجھنے لگیں گے۔

Marfat.com

حمدِ باری تعالیٰ

جہانِ بزمِ خرد میں منتہائے جستجو تُو ہے
خمستان میں وہیں مقصودِ سوزِ آرزو تُو ہے

نسیمِ صبح ہے نکہتِ بداماں فیض سے تیرے
چمن افروزِ اے جانِ بہارِ رنگ و بُو تُو ہے

ضیاءِ کون و مکاں میں مہرِ عالمتاب ہے تیری
تجلّی ریزِ بزمِ زندگی میں چار سُو تُو ہے

جہانِ عشق کی آبادیاں تیرے ہی دم سے ہیں
نواءِ بلبل میں ہے تیری رگِ گل میں لہو تُو ہے

فروغِ بزمِ امکاں ہے تیرے نورِ تجلّی سے
اس آئینہ میں جلوہ ریز گویا ہو بہو تُو ہے

تیری رنگینیاں قیدِ بیاں میں آ نہیں سکتیں
زبانِ گُل سے لیکن یہ سُنا ہے سُرخرو تُو ہے

Marfat.com

خرد کہتی رہی رو پوش ہے تُو لاکھ پردوں میں
مگر میری نظر میں جلوہ فرما چار سُو تُو ہے

تیرے ہی فیض سے آباد ہے مے خانۂ ہستی
مئے خوش رنگ تو پیر مغاں تو اور سب تُو ہے

Marfat.com

نعتِ رسولِ مقبولؐ

بخشا جمالِ زندگی جاں کو شہؐ حجاز نے
بخشی ہے دل کو روشنی نورِ نظر نواز نے

سنگِ حوادثات سے ڈر نہ سکا سرِ جنوں
لاکھ جتن کیے تھے گو عقل بہانہ ساز نے

میرے جلو میں جلوہ ریز کتنے ہی کوہ طور ہیں
بھر دیا دامنِ طلب خاکِ رہ حجاز نے

قیمتِ مے لیے بغیر جام سفال بھر دیا
رکھ لی طلب کی آبرو ساقیِ دلنواز نے

دیکھ کے دل کی کیفیت کر دیا اُس کو اُستوار
قیدِ فسونِ عقل سے حُسنِ جنوں نواز نے

کر دیا یہ منعطف اُن کی نگاہِ ناز کو!
اتنا تو کام کر دیا آہِ جگر گداز نے

پاسِ ادب سے گو رہی مُہر بلب زبانِ فیض
قصۂ غم سُنا دیا اشکِ سخن طراز نے

Marfat.com

نعتِ مصطفیٰ ﷺ

بیاں کس سے رفعتِ شانِ احمدؐ
ہے عرشِ معلےٰ شبستانِ احمدؐ
معطّر کیے جا رہی دلوں کو !
نسیمِ بہارِ گلستانِ احمدؐ
خیا پاش ہے محفل این و آں میں
تجلّا کے شمع فروزانِ احمدؐ
کیا ہے عجب اہتمام اسکی خاطر
بنا ہے خُدا خود نگہبانِ احمدؐ
گُلِ یاسمن اور مُشک ختن میں
ہے خوشبوئے زلفِ پریشانِ احمدؐ
ہے خم عرشِ اعظم بھی فرطِ ادب سے
مقرّب ملائک ہیں دربانِ احمدؐ

Marfat.com

کہاں اس قدر ہے لباطِ اُنس و جاں کی
خدا ہے فقط مرتبہ دانِ احمدؐ

بیک وقت بزمِ حدوث و قدم میں
خیا پاش ہے نورُ تابان احمدؐ

وہی بن گیا قبلۂ اہلِ ایماں
اُٹھی جس طرف چشمِ حیرانِ احمدؐ

شرف یہ بھلا فیض کیا تجھ کو کم ہے
کہ تُو بھی ہے ادنےٰ ثنا خوانِ احمدؐ

Marfat.com

نعتِ مصطفیٰ ؐ

عشق کھاتا ہے اُسی حسنِ مجسم کی قسم !
حق نے فرمائی ہے جس جانِ دوعالم کی قسم

آفتابِ سرِ محشر کا بھی رُخ زرد ہے آج
میرے محبوب تیرے گیسوئے برہم کی قسم

نگرِ عشق میں محرابِ عبادت ہے تو ہی
ابروئے ساقی تسنیم تیرے خم کی قسم

عرصۂ حشر میں دھوئے گا ترا ابرِ کرم
میرے عصیاں کو، مجھے گریۂ پیہم کی قسم

جلوۂ طور ہے اب جلوہ نما بطحا میں
دیدۂ شوق کو اس نورِ مجسّم کی قسم

ہے لبِ غنچہ و گُل پر تری توصیف وثنا
شاہِ کونین ، ترے حُسنِ تبسّم کی قسم

Marfat.com

اللہ اللہ یہ ہے رفعتِ شانِ محمدؐ
لب پہ خالق کے بھی ہے رحمتِ عالم کی قسم

ماہِ بطحاؐ مرے گھر میں کبھی آئے کا ضرور
گریۂ دیدۂ بیدار و شبِ غم کی قسم

آ رہا ہے مرے بالیں پہ مسیحائے عرب
جو لبِ شوق پہ انکا ہے اسی دم کی قسم

کشتِ اُمید ترے فیض سے بھی ہو گی میری
قطرۂ ابرِ کرم مجھ کو ترے غم کی قسم

دل مغبر ہے مرا عشقِ مدینہ کے سبب
جانِ ہستی کی قسم زوجِ دو عالم کی قسم

ملتفت ہو گا ادھر بھی شہِ بطحا اِک دن
مجھ کو اے فیض تری شورشِ پیہم کی قسم

Marfat.com

نعتِ مصطفیٰ ﷺ

تیرا پیام سرمدی امنِ جہاں کا کفیل
تیرا جمالِ دلنواز حُسن است کی دلیل

لے گیا شوقِ دل مرا مجھ کو تیرے حضور میں
رہ گئی تھک کے دور ہی میری خرد کی قال و قیل

زمزم فیض سے ترے کون نہیں ہے بہرہ یاب
گنگ و جمن ہو یا فرات، نیل ہو یا سلسبیل

تیری نوائے شوق کی گونج ہے نعرہ حسینؓ
تیری ادائے عشق کا عکس ہے جرأتِ خلیلؑ

تیرا مریمِ ناز ہے منزلِ کاروانِ شوق
قبلۂ اہلِ ذوق ہے تیرا ہی پیکرِ جمیل

فکر و نظر میں آسکیں کس طرح تیری رفعتیں
ہے ترا اوّلیں قدم آخری حدِّ جبرئیل

Marfat.com

تیری زبان ہے فقط مظہرِ راز کُنْ فکاں
تیرا وجود پاک ہے حق کے وجود کی دلیل
تیری شمیمِ زلف سے نکہتِ گلشنِ جناں
تیری نگاہِ مست سے مستی زودِ سلسبیل
فیضؔ سناؤں کس طرح قصۂ دردِ آرزو
وقفۂ حشر مختصر اور مری داستاں طویل

Marfat.com

نعتِ مصطفیٰؐ

تیرے وقار پر فدا رُعب و جلالِ موسویؑ
تیرے جمال پر نثار جلوۂ حُسنِ یُوسفیؑ

خم ہے تری جناب میں فرقِ لوائے قیصری
زرد ہے تیرے روبرو رنگِ شکوہِ خسُروی

تیری عطائے بے حساب باعثِ شانِ دینوی
تیری دعائے مستجاب وجہِ نجاتِ اُخروی

تیری نگاہِ لُطف ہے چارۂ دردِ عاجزی
خندۂ زیرِ لب ترا مرہمِ زخمِ بے کسی

ساقیٔ محفلِ الست رحمتِ عام ہے تیری
آ گیا اعتدال پر کیفِ مزاجِ زندگی!

سازِ بلالؓ کی قسم سوزِ جُنیدؒ کی قسم
زخمۂ سازِ عشق ہے تیری ادائے دلبری

Marfat.com

حاصلِ زندگی ہے بس حلقہ بندگی مرا
اس کے سوا نہیں کوئی میری متاعِ اُخروی

کرتے ہیں تیری ذات پر ناز تمام انبیاؑ
تیری قبائے حُسن ہے تاب رُخِ پیمبری

نکہتِ زلف سے تری مست ہوا ہے پھُول پھُول
کیفِ جمال سے ترے جھوم اُٹھی کلی کلی!

جلوے ہیں کس قدر حسین تیرے نیاز و ناز کے
لُطفِ جمال بوذریؓ شانِ جلالِ حیدریؓ

تابِ سفر نہیں ہے اب منزلِ شوق دُور ہے
منتظرِ کرم اب فیضؔ کی پا شکستگی

Marfat.com

نعتِ مصطفیٰ ﷺ

از ۔ صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ صاحب

فکر و فن تیرے لیے حُسنِ بیان تیرے لیے
اہتمام بزم ہے اے جانِ جاں تیرے لیے
مضطرب ہے گردشِ کون و مکاں تیرے لیے
گامزن ہے زندگی کا کارواں تیرے لیے
ہے مکاں تیرے لیے اور لامکاں تیرے لیے
رونقِ بزمِ جہاں ایں و آں تیرے لیے!
دم بخود ہیں یہ زمیں و آسماں تیرے لیے
ہے بپا ہنگامہ کون و مکاں تیرے لیے
اے دُرِ دُرجِ رسالت ﷺ گوہرِ نایاب حُسن
وقف ہے آغوشِ بحر بے کراں تیرے لیے
کاروانِ عشق کی تو منزلِ مقصود ہے!
ہے یہ سارا ذوق و شوق رہرواں تیرے لیے

Marfat.com

شوق نے اُٹھائے تیرے سب حجابات قدم
کھُل گئے قدرت کے سب رازِ نہاں تیرے لیے

سُن کبھی اے جانِ خوبی قصّہ دردِ نہاں
ہے لکھی دِل نے مرے یہ داستاں تیرے لیے

چشمِ نرگس مست ہے تیری مئے دیدار سے
قمریاں ہیں شوق سے رطب اللّسان تیرے لیے

محفلِ ہستی کی جنسِ بیش قیمت ہے تُو ہی
ہے سجائی زندگی نے یہ دکاں تیرے لیے

کلکِ قدرت جھُومتا ہے شوخیٔ تحریر پہ
وجد میں ہے میرا قلب نکتہ داں تیرے لیے

اِک نگاہِ ناز ہم پہ شاید کج ادا
ہے سراپا شوق جان عاشقانِ تیرے لیے

ہیں اُٹھائے فیض بے کس نے بھی اے جانِ جہاں
کیسے کیسے درد کے کوہ گراں تیرے لیے

Marfat.com

Marfat.com

عظیم ہومیوپیتھ

آمد سے تیری دوڑ گئی زندگی کی لہر
بے جان سی تھی محفل دُنیا ترے بغیر
طوفان زدہ نگاہ اُٹھے اور کس طرف
ہے کون بحرِ غم کا کنارا ترے بغیر

Marfat.com

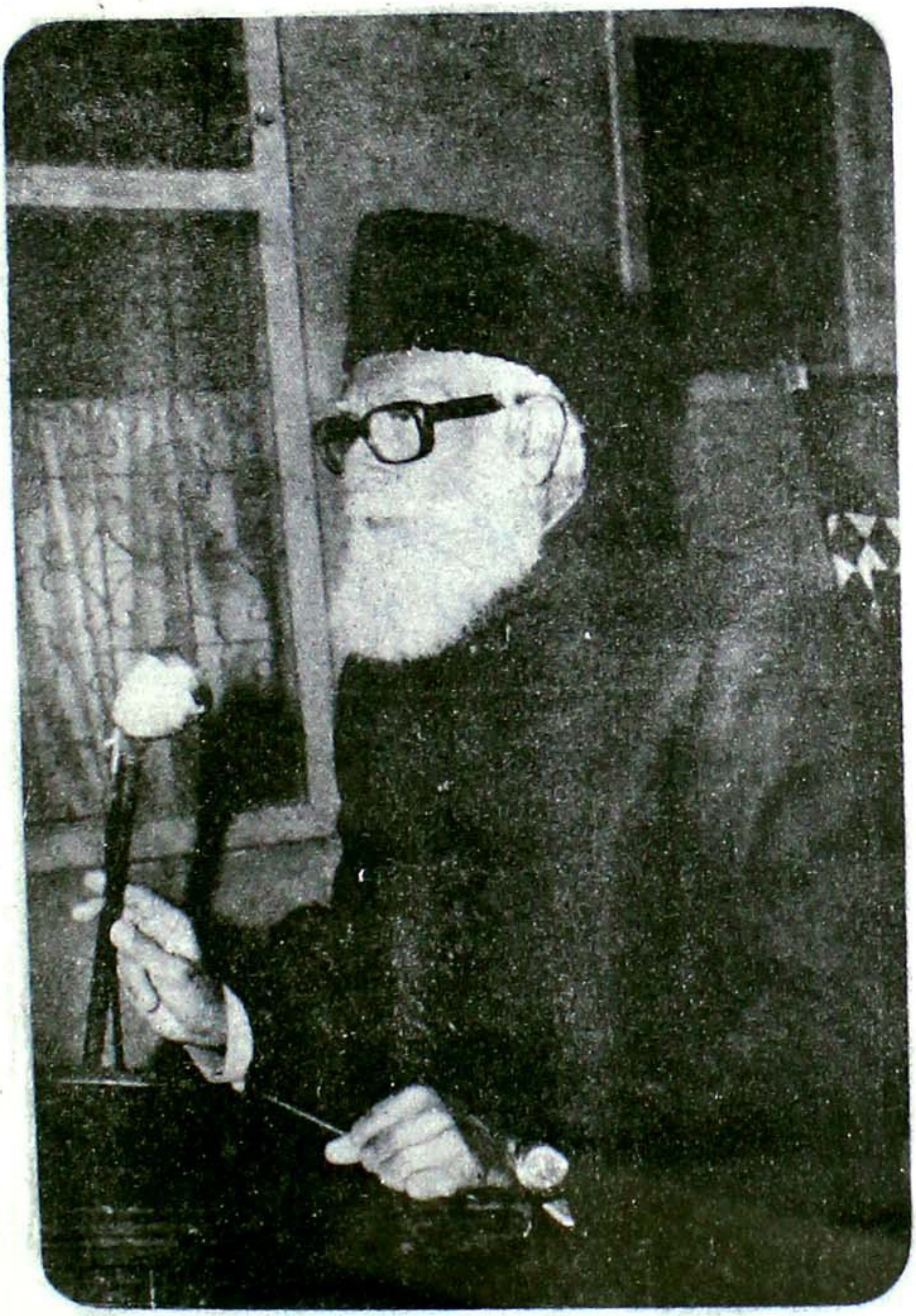

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن شاہ صاحبؒ کو پروردگار کا شمار نے بے شمار خوبیوں سے نواز رکھا تھا۔ جس کی بدولت صاحبزادہ صاحبؒ کا شمار اللہ تعالیٰ کے انہی نیک بندوں میں ہوتا ہے جو ہماری نگاہوں سے تو اوجھل ہو جاتے ہیں، لیکن ہمارے دلوں سے کبھی نہیں اُترتے ایسے ہی انسان لوگوں کے دِلوں میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ انہی لوگوں کے قرامین انسانیّت کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ولولہ انگیز خطابت کے جوہرِ کامل سے بھی نوازا اور باکمال ولایت کا تاجِ شاہی بھی آپ کے سر پہ سجا دیا۔ بے مثال سیاست کی حقیقت سے بھی آگاہ فرمایا اور علمِ دین سے دِلی محبّت کا ہنر بھی عنایت فرمایا۔ ایک عظیم مفکّر اور شاعر کا مقام بھی عطا فرمایا اور ایک عظیم ادیب اور فلسفی ہونے کا انعام بھی، لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن شاہ رحؒ کے خاندان

Marfat.com

کو کچھ بیماریوں کی شفاء بخش دی تھی۔ ان بیماریوں کی شفاء آپ کے خاندان سے منسوب ہے جو بلاشبہ آپ کی ولایت کا بین ثبوت بھی ہے۔ ان بیماریوں میں۔

(۱) خنازیر

(۲) تلی کا بڑھ جانا۔

(۳) برص (پھلبہری)

(۴) ہلکے کتّے کے کاٹے کا علاج۔

آپؒ نے مندرجہ ذیل چاروں بیماریوں کے علاوہ بچّوں اور عورتوں کی مخصوص بیماریوں میں ید طولیٰ حاصل کر لیا تھا۔

مندرجہ بالا بیماریوں میں مبتلا لوگ صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتے اور شفاء کی جھولیاں بھر بھر کر لوٹتے۔

برص (پھلبہری) کی بیماری میں مبتلا لوگ صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمت میں شرف باریابی کے بعد اپنے جسم کا وہ حصّہ جو بیماری کی زد میں آیا ہوتا۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کو دیکھاتے۔

حضرت صاحبزادہ صاحبؒ جسم کے اُس حصّہ پہ جہاں برص کے نشان ہوتے تھے۔ اپنا لعب دھن لگاتے اور دم کر کے پھونکیں مارتے۔ جہاں جہاں انگشت مبارک پھرتی (پھلبہری) برص کی بیماری ختم ہو جاتی۔

Marfat.com

مریض صحت یاب ہو جاتا تھا۔ اس بیماری کی شفاء آپ کو خاندانی وراثت میں ملی تھی۔ میں ہر اُس شخص کو جو اس بیماری میں مبتلا ہو دعوتِ آزمائش دیتا ہوں کہ وہ موجودہ سجادہ نشین کے لعب دھن کو استعمال کرے۔ انشاءاللہ شفا ملے گی۔

جہاں تک خنازیر کی بیماری کا تعلق ہے یہ گلے کی ایک بیماری ہے جو انتہائی حد تک خطرناک ہوتی ہے خدا تعالیٰ ہر شخص کو اس سے محفوظ رکھے کیونکہ جو لوگ اس کی زد میں آجاتے ہیں انہیں ان گنت پریشانیوں اور پشیمانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس بیماری کی شفا بھی صاحبزادہ صاحب کو خاندانی وراثت میں شامل ہے۔

میرے ایک عزیز دوست اس بیماری میں مُبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دولت وافر مقدار میں عطا فرمائی تھی، چنانچہ اُنہوں نے ہسپتالوں کا رُخ کیا اور اعلیٰ سے اعلیٰ بڑے سے بڑے ڈاکٹر کی خدمات حاصل کیں۔ بیرونِ مُلک کی ادویات کا استعمال کیا۔ دولت کو پانی کی طرح بہایا لیکن بے سُود۔ میرا دوست صحت یاب نہ ہو سکا۔ جب تدبیریں کارگر ثابت نہ ہو سکیں تو آخر کار صاحبزادہ صاحب کی دوا اور دعا کارگر ثابت ہوئی۔

مریض کو لے کر صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داستان غم والم بیان کی۔ صاحبزادہ صاحبؒ نے فرمایا "خدا بہتر کرے گا

Marfat.com

سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ فکر نہ کریں۔

صاحبزادہ صاحب نے لعب دھن سے انگشت مبارک کو بھگویا اور مریض جگہ پر لعب دھن لگایا پھر دعائے خیر فرمائی اور صحت یابی کی ضمانت دے دی۔

اس کے بعد میرے دوست کو نہ آپریشن کی اذیت سہنا پڑی نہ اُن کے گھر والوں کو ڈاکٹروں کی منّت سماجت کی ضرورت پڑی نہ وقت کا ضیا ہوا نہ دولت کا۔ بس صاحبزادہ صاحب کے لعب دھن اور دعائے خیر فرمانے سے ہی مریض کو شفاء مل گئی۔

اس کے بعد جب بھی ہم (مَیں اور میرا دوست) صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرا دوست کمال نیاز مندی سے اپنی گردن صاحبزادہ صاحبؒ کے قریب کر دیتا اور صاحبزادہ صاحبؒ دم کرتے اور انگشت مبارک لعب دھن سے بھگو کر مخصوص جگہ (یہاں خنازیر کا اثر تھا) پر لگا دیتے۔

تمنّا دردِ دِل ہو ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن شاہؒ کے تحت جگر و نور نظر جناب حضرت پیر سیّد خالد حسن شاہ صاحب جو آستانہ عالیہ آلو مہار شریف کے موجودہ سجادہ نشین ہیں۔ مَیں نے ایک ملاقات میں گزارش کی کہ صاحبزادہ صاحبؒ

Marfat.com

کی زندگی کے اس اہم اور درخشاں پہلو پر روشنی ڈالی ۔

اس پر اُنہوں نے مجھے بہت ہی مفید باتیں بتائیں جن کو میں کتاب کے اس باب کی جان سمجھتا ہوں ۔

صاحبزادہ سیّد خالد حسن شاہ صاحب نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحبؒ بلاشُبہ ایک بلند پایۂ انسان تھے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانیت کی خدمت کے لیے روحانیت کے ساتھ ساتھ بے شمار مادی وسائل سے بھی نواز رکھا تھا ۔ انہی وسائل میں ہومیوپیتھی طریقِ علاج انسانیت کی بہترین خدمت کا اعلیٰ ذریعہ ہے ۔

صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مسلم اور غیر مسلم ماہرین کی بے شمار کُتب کا مطالعہ فرمایا جس کی بدولت وہ اس علم پر ہر طرح سے دسترس رکھتے تھے ۔ ہومیوپیتھی بورڈ نے آپ کی اس مساعی جمیلہ پر آپ کو سند عطا کی ۔

صاحبزادہ صاحبؒ مسلسل چالیس پنتالیس سال تک اس سے منسلک رہے یوں صاحبزادہ صاحبؒ کا مطالعہ اور تجربہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ آپ کی تجویز کردہ دوا کی ایک خوراک سے ہی مریض کی حالت بہتر ہو جاتی ۔ دور و نزدیک سے اِن کے پاس بے شمار لوگ حاضر ہوتے تھے اور اپنی جملہ جسمانی تکالیف سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے صاحبزادہ

Marfat.com

صاحب سے دوا اور دعا سے فیض یاب ہو کر واپس جاتے۔

صاحبزادہ صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے چونکہ کچھ بیماریوں کی شفا عطا فرمائی تھی۔ اس سلسلہ میں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے بھی آپ ماہر تسلیم کیے جاتے تھے۔ اس ضمن میں اَن گنت قوانین خصوصاً وہ عورتیں جن کے بچے مخصوص بیماری کی وجہ سے مر جاتے تھے اور وہ اولاد کو ترستے اپنی زندگی گزار دیتی تھیں یا پھر اکثر کے لیے ازدواجی زندگی ان کے لیے بار گراں سے کم ثابت نہ ہوتی تھی۔ وہ صاحبزادہ صاحبؒ کے علاج سے صحت یاب ہو جاتیں اور ان کی زندگیوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔

اس ضمن میں مجھے ایک واقعہ اچھی طرح یاد ہے ہمارے علاقہ کے کسی گاؤں میں صاحبزادہ صاحب تشریف لائے ہوئے تھے میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ صاحبزادہ صاحبؒ ان لوگوں کے جھرمٹ میں بیٹھے ان کو دم کر رہے تھے اور دوا دے رہے تھے۔ اسی دوران ایک شخص ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ کچھ پیسے اور ٹیٹرون کا سوٹ لے کر حاضر ہوا اور عرض کی جناب میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے دعا اور دوا سے میری زندگی کی خزاں کو بہار میں بدل دیا۔ میرے گھر بچہ

Marfat.com

پیدا ہوا ہے ۔ میں آپ کا بہت احسان مند ہوں ۔ اس پر صاحبزادہ صاحب کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں اور آپ فوراً خدا کے حضور جھک گئے ۔ آپ کافی دیر سجدہ کی حالت میں رہے اور اس کے بعد فرمانے لگے ۔

دیکھو اس گلستان رنگ و بو کا مالک صرف خدا ہے ۔ ہماری حقیقت تو محض باغبان کی سی ہے ہم تو فریادی ہیں فریاد کرتے ہیں ۔ دوا کے ذریعے بھی اور دعا کے وسیلہ سے بھی ۔ وہ حکمران ہے چاہے ہماری دوا قبول فرمائے اور دوا میں تاثیر رکھ دے اور چاہے تو فریاد کو رد فرما دے ہماری اس کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے ؟

مالی دا کم پانی دینا تے پَر پَر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

گویا صاحبزادہ صاحب نے اپنے ذاتی تجربے اور وسیع تر مطالعے کو کبھی حرف آخر نہیں سمجھا ۔

بقول صاحبزادہ سیّد خالد حسن شاہ صاحب کہ صاحبزادہ صاحبؒ ہومیوپیتھی علاج معالجہ میں اپنی کامیابیوں کو پروردگار عالم کا انعام سمجھتے تھے اور اسی حیثیت سے وہ اس علم سے بہت زیادہ لگاؤ رکھتے تھے ۔ انہوں نے اپنی اس خداداد نعمت سے لوگوں کو اس علم کی آفادیت سے آگاہ فرمایا ۔

Marfat.com

آپ نے کئی سال تک ہومیوپیتھی میڈیکل ایسوسی ایس کے صدر کی حیثیت سے اس شعبہ سے وابستہ افراد کی رہنمائی فرمائی۔

صاحبزادہ صاحبؒ اس علم کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ جس طرح آپ نے اپنی انتھک جدوجہد، محنت اور تقریر و تحریر کی تمام تر صلاحیتوں کو فروغ اسلام اور تبلیغ دین کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اسی طرح ہم نے ہومیوپیتھی طریق علاج کی طرف توجہ مرکوز فرما کر مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے تھے۔

صاحبزادہ صاحب نے اس علم کو عام کرنے کے لیے گورنمنٹ سے گوجرانوالہ میں ہومیوپیتھک میڈیکل کالج قائم کرنے کا مطالبہ کیا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے شب و روز محنت کی۔

بالآخر ۱۹۸۳ء میں گورنمنٹ نے منظوری دے دی اور اس ادارہ میں صاحبزادہ صاحبؒ کی سرپرستی میں کلاسوں کا اجراء ہوا۔ یہ بلاشبہ صاحبزادہ صاحبؒ کی دن رات کی محنت کا ثمر تھا۔ صاحبزادہ صاحبؒ کی ہومیوپیتھی طریق علاج پر دسترس کا لوہا مانتے ہوئے پاکستان ہومیوپیتھک میڈیکل کالج لاہور کے پرنسپل جناب ڈاکٹر احمد حسن صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ۔

صاحبزادہ صاحبؒ ہر دکھی اور مصیبت زدہ حاجت مندوں کو جہاں عظیم روحانی فیض عطا فرماتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ہومیوپیتھک کی میٹھی میٹھی

Marfat.com

گولیوں کی ایک پُڑیا بھی دم کر کے عنایت فرما دیتے۔ جو بے حد فیض بخش ہوتی اور مریضوں کے دُکھوں کا مداوا کرتی۔

صاحبزادہ صاحب کے عقیدت مند دور دراز سے اپنے بچوں کو لے کر آتے اور تعویذ کے ساتھ ہی کیمومیلا۔ بیلاڈونا اور کلکیریا فاس کی گولیاں بھی حاصل کرتے اس طرح صاحبزادہ صاحب نے ہومیوپیتھی کو دُور دراز دیہات میں بھی متعارف کرایا۔ بلاشُبہ ہومیوپیتھی صاحبزادہ صاحبؒ کی ہمیشہ ممنون رہے گی۔

Marfat.com

اسی مصنّف کی ایک اور زیرِ طبع کتاب

اسوۂ حسنہ

سرورِ کائنات احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ پاک

پر مبنی

اُمتِ مسلمہ کے لیے ایک عظیم رُوح پرور اور ایمان

افروز کتاب جو عنقریب شائع ہو گی۔

Marfat.com

شہید کی جو موت ہے
وہ قوم کی حیات ہے

شہیدِ کربلا

نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسینؑ کی تعلیماتِ مقدسہ
پر مشتمل

ایک بے مثال اور ایمان افروز تخلیق

"میرِ کارواں" کے مصنّف غلام نبی شیخ کی یہ زیرِ طبع
کتاب عنقریب منظرِ عام پر آ رہی ہے

Marfat.com

مصنّف
کا
تعارف

غلام نبی شیخ تحصیل شکر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ نور احمد علاقہ کے مشہور تاجر ہیں۔

شیخ غلام نبی نے میٹرک اور ایف اے کے امتحانات میں اپنے سکول اور کالج کے آرٹس گروپ میں اوّل رہے۔ بی اے گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا اور اب اسی کالج میں ایم اے سیاسیات کے طالب علم ہیں۔

وہ کالج کی مجلس علوم اسلامیہ کے ایگزیکٹو ممبر اور سیکرٹری نشر و اشاعت بھی رہے اور ترویج و اشاعت اسلام کی عالمگیر تحریک "ادارہ منہاج القرآن" کی مجلس عاملہ ضلع سیالکوٹ کے ممبر اور شہری تنظیم شکر گڑھ کے صدر ہیں۔

نوجوان طبقہ میں مثبت فکری رجحان کو اجاگر کرنے کے لیے شیخ صاحب نے پاکستان ینگ تھنکرز ایسوسی ایشن (انٹرنیشنل) میں شمولیت اختیار کی اور اب بحیثیت جنرل سیکرٹری پنجاب اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ادبی سرگرمیوں میں مختلف رسائل میں ان کے مضامین اور ان کی کتب — "میر کارواں" "اسوۂ حسنہ" اور "شہیدِ کربلا" قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

مصنّف
کا
تعارف

غلام نبی شیخ تحصیل شکر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ نور احمد علاقہ کے مشہور تاجر ہیں۔

شیخ غلام نبی نے میٹرک اور ایف اے کے امتحانات میں اپنے سکول اور کالج کے آرٹس گروپ میں اوّل رہے۔ بی اے گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا اور اب اسی کالج میں ایم اے سیاسیات کے طالب علم ہیں۔

وہ کالج کی مجلس علوم اسلامیہ کے ایگزیکٹو ممبر اور سیکرٹری نشر و اشاعت بھی رہے اور ترویج و اشاعت اسلام کی عالمگیر تحریک "ادارہ منہاج القرآن" کی مجلس عاملہ ضلع سیالکوٹ کے ممبر اور شہری تنظیم شکر گڑھ کے صدر ہیں۔

نوجوان طبقہ میں مثبت فکری رجحان کو اجاگر کرنے کے لیے شیخ صاحب نے پاکستان ینگ تھنکرز ایسوسی ایشن (انٹرنیشنل) میں شمولیت اختیار کی اور اب بحیثیت جنرل سیکرٹری پنجاب اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ادبی سرگرمیوں میں مختلف رسائل میں ان کے مضامین اور ان کی کتب — "میر کارواں" "اسوۂ حسنہ" اور "شہیدِ کربلا" قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com